تَيسِيرُ القَدِير فِي أُضحيةِ الفَقِير

فقیر کی قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی

للعلامة المخدوم عبد الواحد السّيوستانى الحنفي
المعروف بالنّعمان الثّانى
(المتوفى ١٢٢٤ھ)

ترجمہ وتحقیق وتخریج
المفتى محمد عطاء اللّٰه النّعيمى
(رئيس دار الحديث والافتاء جامعة النّور)

جمعیّت اِشاعت اہلِسُنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

تَیسِیرُ القَدِیر فی أُضحیۃِ الفَقِیر

فقیر کی قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی

(اردو)

علامۃ مخدوم عبد الواحد سیوستانی حنفي

المعروف بالنّعمان الثّانی

(المتوفی ١٢٢٤ھ)

ترجمہ و تحقیق و تخریج

المفتی محمد عطاء اللہ النّعیمی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، میٹھادر، کراچی 021-32439799

نام کتاب تَیسیرُ القدِیر فی أضحیة الفقیر

مؤلف مخدوم عبد الواحد السّیوستانی الحنفی

ترجمہ وتحقیق وتخریج مفتی محمد عطاءاللہ نعیمی مدظلہ العالی

تعداد اشاعت ۳۵۰۰

سن اشاعت اکتوبر 2012ء/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

ناشر جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد میٹھادر، کراچی 021-32439799

پیش لفظ

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم

علماء کرام نے بہت سے چھوٹے چھوٹے مسائل پر مستقل رسائل تحریر کئے ہیں اور یہ رسائل بہت مفید ہوتے ہیں کیونکہ جو بڑی کتب میں متفرق طور پر موجود ہوتا ہے مؤلف نے رسالے میں اُس سب کو جمع کر دیتا ہے، اس طرح وہ فائدہ جو بہت سی کُتُب کو دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ صرف ایک مختصر رسالے کے مطالعے سے حاصل ہو جاتا ہے، اُن رسائل میں سے ایک رسالہ ''تیسر القدیر فی أضحیة الفقیر'' ہے جو نعمان ثانی مخدوم عبد الواحد سیوستانی علیہ الرحمہ کی تالیف ہے، یہ رسالہ جس مسئلہ کے بارے میں ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ فقیر اگر قربانی کا جانور خرید لے تو اُس پر اُسے قربانی کرنا واجب ہو جاتی ہے، جیسے منّت ماننے والا جب قربانی کی منّت مان لے تو اُس پر قربانی کرنا واجب ہو جاتی ہے اور وہ اپنی قربانی سے نہیں کھا سکتا تو کیا یہ فقیر اپنی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ منّت والے کی طرح اس پر قربانی اس کے واجب کرنے سے واجب ہوئی ہے، اور پورا رسالہ اس سوال کے جواب پر مشتمل ہے۔ جو شخص اس مسئلہ سے آگاہی چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ اس رسالہ کا بغور مطالعہ کرے۔

یہ رسالہ عربی زبان میں مخطوط تھا چند سال قبل تقریباً ۲۰۰۵ء میں مفتی صاحب کے ایک شاگرد مولانا محمد فرحان قادری زید علمہٗ نے اسے کمپوز کر کے مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ نے دوسرے مخطوط نسخے سے اس کا تقابل کیا پھر جب سندھی ادبی بورڈ کی جانب سے مخدوم علیہ الرحمہ کے رسائل کا مجموعہ شائع ہوا تو اُس کے ساتھ بھی تقابل کیا اور تخریج نصوص اور رسالہ میں مذکور علماء اور کُتُب کے احوال تو پہلے ہی تحریر کر چکے تھے اور ۲۰۱۱ء میں اِس کا اردو ترجمہ کیا اور اب عربی زبان میں ایک جامع مگر مختصر مقدمہ اور احوال مؤلف تحریر کر کے شائع کرنے کے

نقل کیا ہے کہ یہ قربانی کے لئے (متعین) نہ ہوگی اور ہم بھی (فتویٰ وعمل کے لئے) اِسی کو لیتے ہیں۔ "حموی" میں ہے کہ:"اگراُس نے اُسے نہ خریدا بلکہ وہ (شروع سے ہی) اُس کے پاس تھی پھراُس نے قربانی کی نیت کی تووہ قربانی کے لے متعین نہ ہوگی"۔ پس پھر جب اس پر واجب نہ ہوئی تواُسے اُس میں سے کھانا بھی حلال ہوگا کیونکہ حلال نہ ہونے والی روایت صرف وُجوب والی صورت میں ہے کہ اس صورت میں قربانی منّت کے مشابہ ہو جائے گی، اِس لئے "قہستانی" میں فرمایا کہ:"مالدار نے جب منّت کے ذریعے قربانی اپنے اوپر واجب کی ہے تووہ اُس میں سے نہ کھائے اور اسی طرح وہ فقیر بھی نہ کھائے جس نے قربانی کی منّت مانی ہے یاقربانی کے لئے جانور خریداا ورنہ وہ فقیر کہ جس نے قربانی کی نیت کی"۔انتہیٰ،

توقربانی کے لئے خریدنے والے اور قربانی کی نیت کرنے والے میں فرق کردیا کہ پہلے کے لئے حلال نہ ہونے کا کہا کہ اُس نے اپنے اُوپر واجب کی ہے اور دوسرے کیلئے حلال ہونے کی تصریح کی ہے کہ اُس پر واجب نہیں ہے۔ فافہم

پس پہلی صورت (یعنی واجب کردہ قربانی میں سے نہ کھانے) میں اختلاف ہے، ایک روایت یہ ہے کہ قربانی اپنے اوپر واجب کی تھی اِس لئے اُس میں سے کھانا حلال نہیں جیسے منّت شدہ قربانی سے کھانا حلال نہیں ہے۔ دوسری روایت ہے کہ اُس کے لئے اُس میں سے کھانا حلال ہے اور یہی ظاہر ہے، کیونکہ واجب ہونا نہ کھانے کو مستلزم نہیں ہے حالانکہ "قارن" اور "متمتع" پر قربانی واجب ہوتی ہے اُن کے لئے اُس سے کھانا حلال بلکہ مستحب ہوتا ہے جیساکہ (فقہاء کرام نے) اِس کی تصریح کی ہے۔ منّت پر قیاس اِس بنیاد پر کہ دونوں ایسے واجب ہیں جن کو بندہ اپنے اوپر واجب کرتا ہے صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں میں فرق ہے، منّت قول ہے اور خریدنا فعل ہے، اِس لئے ان دونوں کوایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ "جواہر اخلاطی" میں ہے کہ:"کسی فقیر نے قربانی کے لئے بکری خریدی جس سے اُس پر واجب ہوگئی پھر جب قربانی کی توکیا اُس کے لئے اُس میں سے کھانا حلال ہے؟ بعض نے کہا حلال ہے اور بعض نے کہا کہ حلال نہیں ہے اور اسی طرح قربانی کی

منّت ماننے والے کا مسئلہ''۔ انتہیٰ۔ "قہستانی" سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حلال نہ ہونا پسندیدہ ہے جیساکہ گزرا، جبکہ باقی تمام کُتُب سے کھانے کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہی حق ہے جیساکہ ظاہر ہے۔

"برجندی" میں ہے کہ: ''(فقیر) اپنی قربانی میں سے کھائے اور اس سے منّت ماننے والے کی قربانی مستثنیٰ ہے کیونکہ (اُسے) اس میں سے کھانا جائز نہیں ہے''۔ انتہیٰ۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر جس نے قربانی کے لئے جانور خریدا ہے وہ کھاسکتا ہے کیونکہ اُس کی قربانی منّت والے کی قربانی نہیں ہے''۔ اور "شرح ابی المکارم" میں ہے کہ: ''قربانی کرنے والا امیر ہو یا غریب اُس قربانی میں سے کھائے اور اُمراء چاہے غُرباء جسے چاہے کھلائے اور تحفہ دے، ہاں اگر مالدار یا فقیر کی منّت والی قربانی ہے تو مالدار کو نہیں دی جاسکتی نہ اُس میں سے مالک کھائے گا، اگر کھالے تو جتنا کھایا اتنی قیمت صدقہ کرے جیساکہ "ذخیرہ" اور "نہایہ" میں مذکور ہے''۔ انتہیٰ۔ اور "شمّی" میں ہے کہ: ''قربانی کرنے والا کھائے اور کھلائے یعنی امیروں چاہے غریبوں کو کھلائے جسے چاہے تحفہ دے، اُس کے بعد فرمایا یہ سب اُس قربانی میں ہے جو سنّت اور منّت کے بغیر واجب ہے، مگر منّت کی وجہ سے واجب قربانی تو مالک کو اُس میں سے کھانا جائز نہیں ہے نہ ہی مالداروں کو کھلانا جائز ہے چاہے منّت ماننے والا مالدار ہو یا فقیر کیونکہ اُس کی سبیل صدقہ کرنا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے صدقہ (واجبہ) سے کھائے اور نہ یہ کہ وہ کسی مالدار کو کھلائے''۔ انتہیٰ۔ "فتح المعین حاشیہ (شرح ملّا) مسکین" میں ہے کہ: ''یہ حکم واجب اور سنّت قربانی میں برابر ہے جب کہ منّت سے واجب نہ کی گئی ہو اور جب منّت سے واجب کی گئی تو اُس کے مالک کو اُس میں سے کھانے کی اجازت نہیں اور نہ مالداروں کو کھلانے کی، منّت ماننے والا امیر ہو یا غریب، قربانی کا جانور قربانی کے دنوں میں ذبح کیا ہو یا قربانی کے دنوں کے بعد''۔ انتہیٰ۔

اگر تم یہ کہو کہ صحیح ہے کہ وہ حلال ہے لیکن اس میں سے کھانا افضل ہے یا نہ کھانا؟ تو مَیں کہوں گا کہ ظاہر یہی ہے کہ کھانا افضل ہے۔ عام طور پر اس پر وہ دلالت کرتا ہے جو "القہستانی" میں ہے کہ: ''مستحب ہے قربانی کرنے والا قربانی میں سے کھائے جیساکہ

"ذخیرہ" میں ہے "۔ اور اِس پر خاص طور پر وہ دلالت کرتا ہے جو "خزانۃ المفتین" میں ہے کہ: " اگر قربانی کرنے والا غریب ہے یا عیالدار ہے تو افضل ہے کہ خود کھائے اور اُس کا عیال بھی کھائے "۔ انتہیٰ، یہ مخفی نہ رہے کہ غریب جس نے قربانی کے لئے جانور خرید ااُس کے لئے اُس میں سے کھانا تب حلال ہو گا جب قربانی کے دنوں میں ذبح کرے اور اگر قربانی کے دنوں کے بعد ذبح کیا تو اُسے اُس میں سے کھانا حلال نہیں، اگر کھائے گا تو قیمت کا تاوان دے گا، "شرح ابی المکارم" میں ہے کہ: " اگر اُسے ذبح کیا کہ اُس میں سے نہیں کھائے گا، اُس پر لازم ہے کہ اُس کا گوشت صدقہ کرے اور غیر ذبح شُدہ کی قیمت بھرے "۔ اِسی طرح "کفایہ" میں "الاَوضح" کے حوالے سے ہے، اور "قہستانی" میں ہے کہ: " اگر اُسے ذبح کیا اور اُس کا گوشت صدقہ کر دیا تو جائز ہے اور اگر اُس میں سے کھایا تو اُس کی قیمت دے گا "۔ انتہیٰ۔

اگر تو کہے کہ اِس صورت میں کہ جس میں اُسے کھانا حلال نہیں اور پہلی صورت میں کہ جس میں اُس کے لئے کھانا حلال ہے کیا فرق ہے، حالانکہ دونوں میں "خرید نے سے واجب ہونے" میں اشتراک ہے، تو میں کہوں گا کہ کسی کتاب سے میں فرق معلوم نہیں کر سکا مگر میرے دل میں ربّ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا کہ قربانی اگرچہ دونوں میں واجب ہو جاتی ہے لیکن پہلی صورت میں قربانی واجب ہوتی ہے صدقہ واجب نہیں ہوتا پھر جب وہ اُسے قربان کرتا ہے تو واجب بجالاتا ہے جس کے بعد معاملہ اُس کے اپنے اُوپر ہے چاہے تو کھائے، کھلائے اور تحفے وغیرہ میں دے، یا دونوں میں جمع کرے (یعنی دونوں کام کرے کھائے اور کھلائے)۔ جبکہ دوسری صورت میں صدقہ واجب ہوتا ہے اِس لئے کہ قربانی کا خون بہانا صرف مخصوص زمانے میں قُربت سمجھا جاتا ہے جو گزر چکا ہے اِس وجہ سے اب صرف اُس میں صدقہ کرنا باقی رہتا ہے۔ پھر جب اُسے زندہ صدقہ نہ کیا اور ذبح کر دیا تو اُس کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے اِس لئے کہ وہ ایسی بکری کا گوشت ہے جس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور صدقہ کرنے والے کو اپنے صدقہ (واجبہ) سے کھانا جائز ہی نہیں جیسا کہ گزرا، اور اگر اُس کے گوشت سے کچھ کھایا تو اُس پر اُس کی قیمت واجب ہو گی، فافہم (پس تم

اِس فرق کو سمجھو)۔اِس کا منّت والی قربانی سے ردّ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ اُس پر منّت کا حق ادا کرنے کیلئے قربانی اور صدقہ دونوں ایک ساتھ واجب ہیں برخلاف اُس مسئلہ کے کہ جس میں ہم کلام کر رہے ہیں کہ اِس میں منّت ماننے کا وجود ہی نہیں ہے۔ فافہم (پس تم دونوں میں فرق سمجھ لو)۔اس کے بعد یہ (بھی) مخفی نہ رہے کہ غریب پر قربانی کی نیت سے خریدے گئے جانور سے جو واجب ہوتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔

اِس کو فائدے کی تکمیل کے لئے ذِکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ "برجندی" میں ہے کہ: ”جب غریب نے اُسے قربانی کی نیت سے خریدا تو اُس پر قربانی واجب ہو گئی یہ ”ظاہر روایت“ ہے۔ "طحاوی" میں ہے کہ امام خواہر زادہ نے اِسے پسند کیا ہے، زعفرانی سے مروی ہے کہ وہ اُس پر واجب نہ ہو گی، امام حلوائی اور امام سرخسی نے اِسے اختیار فرمایا ہے، مگر جب خریدتے وقت زبان سے کہا یہ اِس لئے خریدتا ہوں کہ اِس کی قربانی کروں تو امام حلوائی نے فرمایا کہ اب اُس پر واجب ہو جائے گی“۔ انتہیٰ۔ زعفرانی نے فرمایا: ”اُس وقت تک واجب نہیں ہو گی جب تک وہ نذر کے طریقے پر زبان سے اُسے اپنے نفس پر واجب نہ کرے“۔

اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ وُجوب یا تو صرف نیت سے ہوگا جیسا کہ ”ظاہر روایت“ میں ہے یا زبان سے صراحت کرنے سے ہوگا جیسے امام حلوائی کے نزدیک ہے، یا زبانی منّت کے ذریعے ہوگا جیسے زعفرانی کے نزدیک ہے، "شرح ابی المکارم" میں ہے کہ: ”اگر غریب ہے تو پھر "شرح الشافی" میں ہے کہ وہ قربانی کے لئے متعین ہو جائے گی جیسے امام طحاوی کے نزدیک ہے اور جمہور کا مذہب ہے کہ وہ اُس وقت تک متعین نہیں ہو گی جب تک وہ نہ کہے کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں کی قربانی کروں کیونکہ نیت واجب کرنے والی نہیں ہے اِسی طرح اِسے امام خواہر زادہ نے ذِکر کیا ہے، بیشک ہمارے اصحاب (احناف) سے ”ظاہر الروایت“ وہ ہے جسے امام طحاوی نے ذِکر کیا کہ واجب نہیں ہو گی“۔ انتہیٰ۔اِس کا مفاد یہی ہے کہ صرف نیت سے وُجوب صرف امام طحاوی کے نزدیک ہے۔ اور جمہور کا مذہب وہ ہے جو امام زعفرانی نے فرمایا۔ اور پہلی کے ”ظاہر الروایت“ ہونے کے قائل

امام خواہر زدہ ہیں اور "قہستانی" میں ہے کہ: ''شیخ الاسلام نے ذِکر کیا ہے کہ تنگدست کا خریدنا واجب کرنے والا ہے، ''ظاہر الروایت'' میں زعفرانی سے مروی ہے کہ وہ واجب کرنے والا نہیں ہے۔ یہی امام سرخسی کے ہاں پسندیدہ ہے، امام حلوائی نے ذِکر کیا ہے کہ تنگ دست کا خریدنا ''ظاہر الروایت'' میں واجب کرنے والا نہیں ہے اور امام طحاوی سے مروی ہے کہ وہ واجب کرنے والا ہے جیساکہ "ذخیرہ" میں ہے''۔انتہیٰ۔

اِس کا ظاہر یہ ہے کہ امام زعفرانی سے مروی اور امام حلوائی سے مذکور ایک ہی ہے، پہلے جو "برجندی" سے نقل کیا گیا اِس کے خلاف ہے اِس کے بعد "قہستانی" نے جو ذِکر کیا وہ اِس بارے میں صریح ہے کہ نیت سے واجب ہو جاتی ہے جیساکہ یہ ''ظاہر الروایت'' ہے اور اِسی طرح عدم وُجوب بھی ''ظاہر الروایت'' ہے اور یہ روایت اُس کی تائید کرتی ہے جو "برجندی" میں ہے کہ "فتاویٰ قاضیخان" میں مذکور ہے کہ جب بکری قربانی کی نیت سے خریدی تو ''ظاہر الروایت'' میں یہی ہے کہ وہ قربانی کے لئے اُس وقت تک نہ ہو گی جب تک زبان کے ساتھ اُسے واجب نہیں کرتا اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے مروی ہے اور یہی امام ابو یوسف کا بھی قول ہے کہ وہ صرف نیت سے قربانی کے لئے ہو جائے گی۔انتہیٰ۔

اگر تو کہے (فقہاء کرام نے) تصریح کی ہے کہ اختلاف کے وقت ترجیح ''ظاہر الروایت'' کو ہے اور یہاں ''ظاہر الروایت'' دونوں طرف موجود ہے اِسی طرح علماء کرام نے اختیار کیا ہے اور یہ حکم لگایا ہے کہ دو یکساں مختلف اقوال ایک مجتہد سے صادر نہیں ہو سکتے، یہ بات عقل کو حیران اور دل کو پریشان کرتی ہے پھر اِس سے چھٹکارے کی کونسی صورت ہے؟ میں کہوں گا کہ مُتون نے وُجوب کی روایت لی ہے اِس کے خلاف جو ہے اُس کی طرف دیکھا بھی نہیں، جبکہ ثابت یہ ہے کہ مذہب وہی ہے جو مُتون میں ہے کیونکہ یہ ''ظاہر الروایت'' ہے جیساکہ "البحر الرائق" میں تصریح ہے کہ جو ''ظاہر الروایت'' سے خارج ہے وہ مرجوع عنہ ہے جیساکہ صاحبِ بحر نے بھی اِسے ذِکر کیا ہے۔اِس لئے یہ واجب کرتا ہے کہ مذہب وُجوب والا ہے اور یہ ''ظاہر الروایت'' ہے اور عدم وُجوب والی روایت کو

اگرچہ بعض نے گمان کیا ہے کہ وہ ""ظاہر الروایت"" ہے مگر اُس سے رُجوع کیا گیا ہے جیساکہ اُصول میں ثابت کیا ہے کہ مجتہد سے (ایک وقت میں) دو مختلف یکساں اقوال کے صدور کا امکان نہیں ہے اور جیساکہ فقہاء اکرام نے ذِکر کیا ہے غریب نے قربانی کے دنوں میں قربانی کی نیت سے ایک گائے خریدی، اگر زبان سے کچھ نہیں کہا تو ""ظاہر الروایت"" کے مطابق اُس پر قربانی واجب ہو جائے گی اور اِسی پر ""فتویٰ"" ہے۔ انتہیٰ۔

اور ثابت ہے کہ لفظ "وعلیہ الفتویٰ" (یعنی اِسی پر فتویٰ ہے) تصحیح میں زیادہ مؤکّد ہے۔ پھر جب وُجوب کی روایت ""ظاہر الروایت"" ہونے کے باوجود مُتون کی گواہی سے تائید والی ہوگئی اور "علیہ الفتویٰ" کے ساتھ مؤکّد ہوگئی ہے تو معلوم ہوا کہ یہی ""راجح"" اور ""ماخوذ"" ہے۔ اِسی لئے "قہستانی" نے اِس میں اختلاف ذِکر کرنے کے بعد فرمایا کہ "مختار" وہ ہے جو ""مُتون"" میں ہے جس پر "خزانۃ المفتین" کا کلام دلالت کرتا ہے۔

اگر تُو کہے کہ کیا اِس اختلاف کا قربانی کے دن کھانا حلال ہونے یا نہ ہونے کے سوا کوئی فائدہ ہے؟ تو میں کہوں گا کہ ہاں فتویٰ کیلئے منتخب شُدہ روایات کے مطابق قربانی کے دنوں کے بعد (قربانی کا) جو (جانور) ذبح کیا تو اُس میں سے نہیں کھائے گا اور دوسری روایت کے مطابق کھائے گا کیونکہ قربانی میں قربان کرنا واجب ہے ایام قربانی گزرنے کے بعد صدقہ کرنا واجب ہے۔ اِسی لئے ابو المکارم نے بعض "شروح" میں فرمایا کہ جمہور کا جو مذہب اُوپر ذِکر ہوا جو ظاہر بھی ہے اس پر قیاس کرنے کی صورت میں خریدنے والے غریب کیلئے اُس میں سے کھانا حلال ہے قربانی کے وقت میں ذبح کرے یا بعدِ میں۔ انتہیٰ۔ ظاہر ہے کہ اُن کا یہ کہنا کہ "ظاہر ہے" ظاہر نہیں ہے جیساکہ وُجوب والی روایت کی ترجیح میں گزرا۔

فائدہ جو مقصود کے مشابہ ہے:

"فتاویٰ عالمگیریہ" کے کتاب الحج میں ہے کہ ہر دم کہ جس کا کھانا اُسے جائز ہے اُس پر ذبح کے بعد اُس کا تصدّق واجب نہیں ہے اور جس (دم) کا اُسے کھانا جائز نہیں اُس پر

تصدّق واجب ہے۔ انتہیٰ۔ یہ بات اگرچہ پہلے دم کے سلسلے میں بیان ہوئی ہے لیکن اگر اُسے اپنے عموم پر رکھا جائے جیسا کہ لفظ "کُلُّ دَمٍ" کا مُقتضیٰ یہی ہے تو یہ قربانی کو بھی شامل ہوگا تو اس کی یہ تقریر صحیح ہوگی کہ مالدار قربانی کرنے والا، فقیر خریدار اور فقیر منّت ماننے والا ان سب کے لئے کھانا جائز ہے اور اُن پر تصدّق واجب نہیں ہے اور مالدار، فقیر منّت ماننے والے مطلقاً اور فقیر خریدار جو قربانی کے ایام کے بعد ذبح کرے تو اُن کیلئے کھانا جائز نہیں ہے اُن سب پر صدقہ کرنا واجب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی تحقیق کا الہام فرمانے والا ہے، گہری نظر کی توفیق مرحمت فرمانے والا ہے ابتداءً اور انتہاءً تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں درود و سلام نازل ہوں مخلوق اور انبیاء کے سردار اور آپ کی آل واصحاب پر جو نجیب و کریم ہیں، اے پروردگار! میری اس کوشش کو مقبول بنا اور دین میں مجھے بخشا ہوا بنا، میرے عمل کو بے کار نہ کرنا، اپنی جناب سے مجھے نور عطا فرما، مجھے اقرباء اور احباء کے ساتھ تازگی اور سُرور تلقین فرما (آمین)

تمت

یہ رسالہ بنام "تیسیر القدیر فی الأضحیة الفقیر" تالیف علامہ مخدوم عبدالواحد السیوستانی علیہ الرحمۃ والغفران اللہ تعالیٰ کے حقیر بندے احسان فرمانے والی ذات کے احسانات کے امیدوار عبدالرحمٰن عفی عنہ کے ہاتھوں بدھ کے دن ۲ جمادی الاُخریٰ ۱۳۴۸ھ میں مکمل ہوا۔

ترجمہ بروز اتوار ۷ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ۔ ۱۳ مارچ ۲۰۱۱ء کو اللہ عزّوجلّ کی بارگاہ میں مصطفیٰ ﷺ کے صدقے کے طالب محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ ولوالدیہ ولاساتذہ و لمشائخہ مکمل ہوا۔

تَيسِيرُ القَدِير فِي أُضحِيَةِ الفَقِير

(عربی)

للعلامة المخدوم عبد الواحد السّیوستانی الحنفي
المعروف بالنّعمان الثّانی
(المتوفی ١٢٢٤هـ)

حقّقه و خرّجه
المفتی محمد عطاء الله النّعیمی

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد، میٹھادر، کراچی 021-32439799

بسم الله الرّحمن الرّحيم

مُقدمةُ المُحقِّق

الحمد لله ربّ العالمين و الصّلاة و السّلام على خاتم الأنبياء و ختم المرسلين و على اٰله و صحبه أجمعين

و بعد،

و قد اعتنى العلماء بتأليف أجزاءٍ فى صغار المسائل الفقهية و داعى تأليف الكثير منها أن بعض المسائل قد يغمض حُكمها، أو يخفى دليلها، أو يكتنفها تعدُّدُ الآراء الاجتهادات، و فى تأليف جزءٍ خاصٍ بها جمعٌ لشتات النّصوص الواردة فيها، و تجلية لموقعها من الأحكام

و يكون بعض الأجزاء و الرّسائل أوفَى فى موضعه فائدة من ذِكره فى الكُتُب الكبار المطوّلة لجمعه كلّ ما يتّصل بالموضوع و على هذا القصد و نحوه ألّف الإمام البخارى، "جزء رفع اليدين" و الحافظ الدّار قطنى و الحافظ ابن عبد البر "جزء الجهر بالبسملة" فى الصّلاة و العلامة على القارى "جزأً" فى بيان حال حركة السّبابة و وضعها فى الصّلاة عند النُّطقِ بالشّهادتَين فى التّشهُّد، و المخدوم محمد هاشم التّتوى "جزءَ درهم الصُّرّة فى وضع اليدين تحت السُّرّة" و الإمام محمد عابد السّندى "الصّارم المسلول على من أنكر التّسمية بعبد النّبىّ و عبد الرّسول"

و ألّف العلاّمة المخدوم عبد الواحد السّيوستانى أجزاءً

المؤلّفة فى بيان جواز أكل الفقير من أضحيته بلا إيجاب نذرٍ عليه، لأنّ الفقير لما اشترى شاةً للأضحية صارت واجبة عليه و أن النّاذر إذا نذر الأضحية يجب عليه أن يضحّى، و الوجوب على النّاذر بإيجابه و على الفقير أيضاً بإيجابه، و هما فى الوجوب على سواء، و قد يوهم من التّسوية فى الوجوب أنّ حكمها فى جواز الأكل منها للمضحّى و عدمه سواء، كما لايجوز للنّاذر الأكل من الأضحية، لا يجوز أيضاً للفقير المضحّى و قال المؤلّف: إنّ الوجوبَ ليس مستلزمًا لعدم حلّ الأكل، لأن القارن و المتمتّع يجب عليهما الدّم و يحلّ بل يستحبّ لهما الأكل منه كما صرّحوا به و القياس على المنذور باعتبار بأنّ كلًّا منهما واجب بإيجاب العبد غير صحيح لوجود الفارق، و هو أنّ النّذر قولٌ، و الشّراء فعلٌ فلا يقاس أحدهما على الآخر، و يعلم من سائر الكتُب حلّ الأكل و هو الحقّ فيما يظهر كما فى "البرجندى": و يأكل منها أى: من أضحيته و يستثنى من ذلك أضحية النّاذر فإنّه لا يجوز أن يأكل منها انتهى، يفهم منه أن الفقير المشترى، له أن يأكل، لأنّ الأضحية ليست بأضحية ناذرٍ، و من شاء أن يكون على بصيرة فى هذه المسئلة فليطالع الرّسالة المذكورة-

أشكر الأستاذ المفتى محمد أحمد النّعيمى التّتوى السِّندى الحنفى النّقشبندى (أستاذ الحديث و رئيس دار الافتاء بدار العلوم أنوار المجددية النّغيمية، ملير، كراتشى) حثّنى على خدمة علم الدّين، و أعاننى عليه، حفظه الله تعالٰى دائماً

"جامعة النُّور" و مدير المدرسة الدّينية الواقع فى مسجد إلياس، كراتشى) دلّنى على أن أحقّق رسالة "تيسير القَدِير فى أضحية الفَقِير" جزاه الله خيراً كثيراً

و أشكر أيضاً العلامة محمد عرفان الضيائى الحنفى (مدير الجمعيّة لاشاعة أهل السنّة، باكستان) و العلاّمة محمد مختار الأشرفى (مدير الجامعة النّور) و العلامة الحافظ محمد عرفان بن العلامة الحافظ محمد إبراهيم فيضى و العلامة محمد عبد الله الفهيمى السِّندى أعانونى على إخراج هذه الرّسالة، جزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء

و أسأل الله أن يغفرلى ذنوبى و يتجاوز عنّى بمنّه و كرمه و يمنُّ علىّ و على والدىّ و على مشايخنا و أستاذنا و أحبابنا جميعاً بالرّضى و القبول فهو أرحم مرجوٌ و أكرم مأمولٌ

و ما توفيقى إلّا بالله، عليه توكّلت و إليه أنيب، و الحمد لله ربّ العالمين، و صلى الله و سلم على سيدنا محمد و آله و صحبه و تابعيهم أجمعين

عبده محمد عطاء الله النّعيمى

التّتوى مولداً، الحنفى مذهباً، النّقشبندى مشرباً

ترجمة المؤلّف

هو الإمامُ العلامةُ، الفقيهُ، المحدِّثُ، المفتى، المخدومُ عبدُ الواحد الصّغير بن المخدوم القاضى دين محمد بن المخدوم مفتى الإسلام فخر الدّين عبد الواحد الكبير بن محمود بن الشّيخ عيسى الثّانى الباتائى ثم البرهانفورى بن الشّيخ قاسم الباتائى بن الشّيخ شهاب الدّين البتائئى بن مسيح الأولياء الشّيخ عيسى عين المعانى بن الشّيخ سراج الدّين بن الشّيخ وجيه الدّين بن الشّيخ مسعود بن الشّيخ رضى الدّين بن الشّيخ القاسم بن الشّيخ محمد معروف بن أحمد عماد الدّين بن الشّيخ أبى حفص عمر بن شهاب الدّين السّهروردى الكبير الموجد لسلسلة السّهرورديّة من أولاد خليفة الرّسول ﷺ سيّدنا أبى بكر الصّديق رضى الله عنه

كان اسمه محمد إحسان لما صار فقيهاً يدعى باسم جدّه المخدوم فخر الدّين عبد الواحد الكبير و لهذا قيل له عبد الواحد الصّغير و صار معروفاً به

و لُقّب بـ"النّعمان الثّاني" لأنّه كان حافظاً لأصول الفقه الحنفى و قادراً على حلّ النّوازل و ماهراً فى فروع مذهب إمامه

وُلِدَ المخدوم عبد الواحد فى "سيون" بكسر السّين المهملة و اسكان المثناة من تحت و فتح الواو و آخر الحروف نون من بلاد السّند، و "السّند" هى الآن إقليم من أقاليم باكستان، ويقال لبلدة "سيون" سيوهن، لذا يقال له: "السّيوستانى" فى سنة ١١٥٠هـ/ ١٧٣٧م فى عهد "ميان نور محمد كلهوره"

و اشتهر العلاّمة المخدوم بتواضعه و زهده و ورعه، و قُصد بالفتاوی فی النّوازل و المهمات فبلغوا باعتنائه بهم مقاصدهم غالباً و عُرف بالذّکاء و قوة الحافظة، تصّدر للتّدریس و الافتاء مبکّراً، و أخذ عنه الفضلاء، و صار المشار إلیه من الحنفیة و لم یخلق بعده مثله، برع فی الحدیث و الفقه و غیرهما و تصانیفه و تألیفاته دالّة علی أکثر من ذلک

وکان واسع الباع فی استحضار مذهبه و کثیر من زوایاه و جنایاه متقدماً فی هذا الفن قادراً علی المناظرة و إفحام الخصم و کان مفتی السِّند فی وقته

مذهبه الفقهی: و من المقطوع به أن المذهب الحنفی هو مذهبه الفقهی للأدلّة الآتیة

- الرّسالة جمیعها فی المذهب الحنفی، و ذلک فی حکم أضحیة الفقیر
- و جمیع المصادر التی صرّح بها لا تخرج عن کُتُب المذهب الحنفی
- و مجموعة فتاواه المعروف بـ"فتاویٰ واحدی" دلالة کبیرة عظیمة علی مذهبه و هکذا أکثر تألیفاته کـ"رشّ الأنوار علی الدّر المختار" وغیره

و عقیدته: الأصل فی المسلم: أنه علی ما کان علیه الرّسول ﷺ و أصحابه و السّلف الصّالح

و من المقطوع به أنه من أهل السنّة و الجماعة بل من أئمة أهل السّنّة و الجماعة و کتبه و رسائله شاهدة جمیعها و لم نجد فی مؤلّفاته ما یدلّ علی خروجه عن عقیدة السّلف الصّالح و لا

تعرّضاً لها و لأئمّتها بالتّجريح و التّنقيص و بالجانب المقابل لم نجده يثنى على عقيدة مخالفة لهم أو يشيد بأئمّتها -

و تصوّفه: من أركان الدين الإسلامى الكامل الذى هو مقام الإحسان مقام التّربية و السّلوك إلى ملك الملوك و علاّم الغيوب، مقام: "أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك" و كان رحمه الله تعالىٰ حليف الخوف و الحزن أليف الهمّ و الشّجن، قليل النّوم و الوَسن، وكان لفضول الدّنيا و زينتها نابذاً و لشهوة النّفس و نخوتها واقذاً، و كان إماماً رشيداً آخذاً بالأصل الوكيد متمسّكاً بالمنهاج الحميد، نَزَلَ من العلوم بالمحلّ الرّفيع و توصّل إلى الوصول بالتّصوّف المنيع و اقتبس الآثار عن الأخيار و أخذ الأعمال عن الأبرار و أجاد فى السّلوك كلّ الإجادة و غمر المريدين بسحائب الإرشاد و الإفادة، بايع خواجه صفى الله المجدّدى السّرهندى (ت١٢١٢ھ) فى السلسلة النّقشبندية المشهورة، وكتب له الإجازه شيخه المذكور و عبارة الإجازة هكذا " إجازة لعبد الله مخدوم عبد الواحد السّيوستانى من عبد الله فقير صفى الله السّرهندى على اقتداء الرّسول صلى الله و آله و أصحابه و سلم تسليماً حيث فوّض إلخ"

مما يدلّ على منزلة المؤلّف الرّفيعة بين العلماء ،ما وجدنا من عباراتهم و أقوالهم فى مدحه و الثّناء عليه و الإشارة بعظيم علمه و فضله، و لا بدّ لى من ذكر بعض أقوالٍ ذكرت فضله و علمه، وورعه و تقواه، و اعتقادى بأنّ كلّ ما قيل فيه لا يفيه حقّه، و أرى كلّ مدحٍ قاصراً عن مكانته، لا يرتقى إلى منزلته و ما

سر دی لهذه الأقول إلا للتّدليل على بعض فضله و مكانته

فقد وصفه المفتى نجم الدين (كرهى ياسين، السِّند) ''هذا القول حق ان مخدوم عبد الواحد سيوستانى كان ''نعمان ثانى'' لأنّه كان يملك جميع علوم نقلى و عقلى بكمال ليس كمثله فى علوم الدّينية و قتئذٍ''

و وصفه المفتى عبد الرّحيم اللغارى (مورو، نواب شاه، السِّند) ''كان مخدوم صاحب فقيه صاحب الاسناد و محقّق على درجة الأولىٰ و كان هو يبين الحقائق بأسناد القرآن و الحديث فهو لائق بخطاب نعمان ثانى''

و وصفه العلامة آغا محمد إبراهيم جان السّرهندى (كلزار خليل، سامارو، تربارکر، السِّند) ''فإذا ألقى النّظر على شرحه الفقه و استدلاله القوى يخرجُ صوتٌ من قلبى فوراً أنّه كان ''نعمان ثانى'' حقّاً، حضرت مولانا عبد الواحد صاحب رحمة الله عليه كان هو صاحب السّعادة و عزيز الخلائق فى حياته و كان صاحب الرّأى محيّر العقول،و طرز استدلاله مضبوط هذا هو السّبب أنّ علماء الوقت قالوا:إنه ''نعمان ثانى'' حقًا و يفخرون أهلُ السِّند على ذاته''

و وصفه المفتى عبد الرحمٰن التّتوى (مدير الجامعة العثمانية، مكلى، السِّند) ''مخدوم عبد الواحد سيوستانى كان محقّق و مجتهد الوقت ''رش الأنوار فى شرح الدّر المختار'' هو كان حسان التأليف، مظهر و مثبت فيه و بلاغة كانت فى مختار تحصل إلى مقامات الأولٰى هذه أوصافه هو ملقّب بلقب ''نعمان ثانى''- الحاصل أنعم الله الواحد بنعمه واحد منفرد''

و وصفه الأستاذ المفتى محمد أحمد القاضى النّعيمى التّتوى السِّندى الحنفى النّقشبندى (مدير الجامعة أنوار المجدّدية النعيمية، ملير، كراتشى)

لقد كان رضى الله عنه عالماً متبحراً يتحقّق فيه القول المأثور "العُلماءُ ورثةُ الأنبياءِ" و ما كان يرى ذلك الوِراثة شرفاً فقط، ليتفخرَ به و يستطيلَ على النّاس، إنما كان يرى تلك الوِراثة جهاداً فى إعلان الإسلام، و بيان حقائقه، و إزالة الأوهام، فليست تلك الوراثة شرفاً إلا لمن أخذ فى أسبابها، و قام بحقّها، و عَرَف الواجبَ فيها و كذلك المخدوم رضى الله عنه، لقد كان رضى الله عنه عالماً حقًّا و مجتهداً فى بعض المسائل التىَ سكت الأسلاف عنها، عرَفَ علمُه العُلماءُ، و من ألقى النّظرَ على تصانيفه و تأليفاته خصوصاً "فتاواه" و رأى استدلاله يَخرجُ صوتٌ من قلبه أنّه كان "نعمان ثانى" حقًا و أنه كان مفتياً فى دهره و مرجع الخلائق فى زمانه و مجددًا فى مصره و أوانه-

لقد اشتغل العلاّمة المخدوم عبد الواحد السّيوستانى فى التّحرير مبكراً، و ترک كثيراً من الآثار العلمية ما بين مؤلّف و مصنّف و مرتّب، و شرح و غير ذلك

و أذكر هنا ما وقفتُ عليه مرتّبا ذلک على حسب التّهجى على النّحو التّالى

أحسن الفهم و العقل في جمع الكسب و التوكّل، الأربعين برواية سراج المسلمين، الأربعون حديثاً، الأربعون حديثاً في باب الجهاد، الأربعين فى رُشد الطالبين، إرشاد الصّواب لمن وقع في بغض

الأصحاب، إزالة الاشتباه في قطع همزة يا الله، الأزهار المتناثرة في أخبار المتواترة، الاستدراك للإدراك، أصدق التّصديق بأفضليّة الصديق، إمداد النّبيّ في استمداد الولي، إنشاء واحدي، أنوار الفيوضات الباطنيّة في امتياز أهل الباطن و البطانيّة، إيضاح العافية في سوال العافية، البراهين الغر في منع بيع الحر، بسط المقال في حلّ الإشكال، البياض الواحدي أو (الفتاوي الواحدي) أو (جمع المسائل على حسب النّوازل)، تسهيل الصّعب في أبيات كعب، تهديد العافر على تعذيب الكافر، تيسير القدير في أضحية الفقير، جبر السّكين في كسر التّنوين، جواهر القلوب، جودة الطّبع في كثيرة السّبع، حاشية الأشباه و النّظائر، ديوان واحدي، رسالة در حُرمت دخان، رسالة در عدالت أمير معاوية، رسالة في العيد، رش الأنوار حاشية الدر المختار، سبيل الواسطين، السّبيل الوسطى في إعفاء اللّحى، السَّير المطلوب في زيارة أكبر محبوب، طريق السّداد في وجوب الاعتداد، غاية الصّراحة في تحريم النّياحة، فضائل ربيع، قلندر نامه، القول الجلي في تذكرة البغي، كشف الكامن في علم الباطن، لطف اللطيف في إعطاء الرّغيف، مراة الحلية، نصّ السّارب في قطع الشّارب

و لبلوغه تلك المكانة فى العلم فقد استفاد منه كثير من علماء عصره و من جاء بعدهم من العلماء، منهم المخدوم عبد الغفور الهمايونى، المفتى نجم الدين، و المفتى صاحبداد، و المفتى محمد عبد الله النّعيمى، و آغا

و توفی المخدوم السّیوستانی فی عهد میر غلام علی خان

فی ١٤ رمضان ١٢٢٤ھ

و دفن قریباً من الشّیخ عثمان المروندی المعروف بـ "لعل

شهباز قلندر"

وصف المخطوط

بعد البحث حصّلت على ثلاث نسخ: نسختين خطيتين و نسخة مطبوعة و بيانها على النّحو الآتى

١- "أ"

تصوير هذه النّسخه محفوظة فى المكتبة للمخدوم سليم الله الباتائى، و المكتبة المجددية النّعمية (بملير، كراتشى) و المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السنّة (بميتادر، كراتشى، باكستان) و رمزتُ لها بالحرف "أ"

ووصفها كالآتى:

ناسخها هو: عبد الرّحمن

تاريخ انتهائه من نسخها: هو: ٦/ ٦/ ١٣٤٨ء

نوع الخطّ: نسخ

عدد الصّفحات: ٦

عدد الأسطر فى كلّ صحفة: ١٦ سطراً

متوسّط عدد الكلمات فى كلّ سطرٍ: ١٣ كلماتٍ تقريباً

الملحوظات:

هى رسالة سادسة من مجموعة رسائل مختلفة

كتب اسم الرّسالة فى آخر رسالة "إيضاح الحافية فى سوال العافية" للمؤلّف المذكور و أيضاً فى خطبة "تيسر القَدِير فى أضحية الفَقِير" و لم يذكر المؤلّف اسمه فى خطبة الرّسالة بل كتبه النّاسخ فى آخر الرّسالة

ليس عليها: تعليقات علمية

ليس عليها: تصويبات مطلقاً

٢- «ب» هی محفوظة فی المکتبة للدّکتور محمد إدریس (کندیار السّند) و رمزتُ لها بالحرف ''ب''

ووصفها كالآتى:

ليس عليها: اسم الناسخ

ليس عليها: تاريخ النّسخ

نوع الخط: نستعليق

عدد اللّوحات: ٣

عدد الأسطر فی كلّ صفحة: ٢٣ سطراً

متوسّط عدد الكلمات فی كلّ سطرٍ: ١٢ كلمة قريباً

الملحوظات:

كتب اسم الرّسالة على اللّوحة الأولىٰ: و أيضاً فی خطبة المؤلّف، و لم يكتب النّاسخ اسم المؤلّف فی أول الرّسالة و لا فی آخرها و أيضاً لم يذكر المؤلّف اسمه فی خطبته كما هو دأبه فی تأليفاته

ليس عليها: تعليقات علمية

ليس عليها: تصويبات مطلقاً

٣- «المطبوع» و هی رسالة ثامنة من مجموعة ''رسائل مخدوم سيوستانى'' و طبع فی ''چاپ خانهٔ انجمن أدبى سندى جام شوره، سند'' و نشره ''سندى ادبى بورد، جام شوره، سند'' فی سنة ١٤٢٨ھ/ ٢٠٠٧م، و عليه مقدمة للمخدوم محمد سليم الله الباتائى

١ ١/

السعي منى هذا حقير — بسم الله الرحمن الرحيم — والاتمام من الله القدير عز وجل

الحمد لله الذي احل الحلال وحرم الحرام وجعل الاضحية من شعائر الاسلام والصلاة والسلام على
شارع الاحكام سيدنا محمد وآله وصحبه مصابيح الظلام وبعد فهذه رسالة في حل اكل الفقير من اضحيته
خرجت جوابا السؤال بعض ذوي الافهام سميتها تيسير القدير في اضحية الفقير ومن الله التوفيق
ومنه الفيض والاقامة والافاضة واليه الرجوع والانابة في البداية والنهاية استفتى مستفتي من اهل
العلم بلسان الفارسية خوردن فقير از اضحيه خود كه بي ايجاب نذر ميكند روا است يا نه اقول
الفقير الذي يضحي بلا ايجاب نذر عليه لا يخلو اما ان يشتري الاضحية بنية التضحية او يشتريها
بلا نية او لم يشترها اصلا بل كانت عنده ثم نوى التضحية بها فعلى المشهور من الاخيرين له ان يأكل
منها بلا خلاف لعدم الوجوب عليه كما في الحمادية وان لم تكن النية مقارنة بالشراء لا تجب بالاجماع
ويشير اليه ما في الايضاح وجوبها على الفقير بالنذر وعلى الفقير بالشراء بنيتها وفي رجل له شاة فنوى
ان يضحي بها لم تجب بخلاف ما اذا اشتراها بنية التضحية في البرجندي معزيا الى قاضيخان وان
لم ينو التضحية عند الشراء ثم نواها بعده لم يذكر هذا في ظاهر الرواية وروى الحسن عن ابي حنيفة رح
انها لا تصير اضحية وبه ناخذ وفي الجوهرة لو لم يشترها بل كانت عنده فنوى ان يضحي بها لا تصير لها
انتهى فلو لم تجب عليه يحل له الاكل منها لان رواية عدم الحل انما هي في صورة الوجوب لتشبيهها بالمنذور
ولهذا قال في القهستاني فلا يأكل الغني الموجب بالنذر وكذا الفقير الناذر او المشتري له الا الفقير
الناوي لها انتهى فرق بين المشتري لها وبين الناوي لها وقال بعدم الحل للاول للوجوب عليه باية

صورة الصفحة الأولى من النسخة «أ»

فائدة غريبة شهيرة بالمقصود في العالمكيرية في كتاب الحج كل دم يجوز له أكله لا يجب عليه
التصدق بعد الذبح وما لا يجوز له أكله يجب عليه التصدق انتهى ونحوه ان سبق في دماء الحج
لكن لو بقي على عمومه كما هو مقتضى لفظ كل ليشمل الأضحية أيضا الصحيح تقريره ان الغني المضحي
والفقير المشتري والفقير الناوي يجوز لهم الأكل ولا يجب عليهم التصدق والغني والفقير الناذران
مطلقا والفقير المشتري الذابح بعد أيام النحر لا يجوز لهم الأكل ويجب عليهم التصدق
والله الملهم للتحقيق الموفق للتدقيق الحمد لله في الابتداء والانتهاء والصلوة والسلام
على سيد الأنام والأنبياء وعلى آله وصحبه النجباء الكرماء رب اجعل سعيي مشكورا وذنبي
مغفورا ولا تجعل عملي هباء منثورا وهب لي من عندك نورا ولقني نضرة وسرورا مع
الأقرباء والأحباء آمين قد تمت الرسالة المسماة بتيسير القدير في أضحية
الفقير من تأليف العلامة المخدوم عبد الواحد سيوستاني عليه الرحمة والغفران
بيد أحقر عباد الله الغني الراجي في حسان المنان عبد الرحمن عفى الله عنه وعن أسلافه
وأخلافه في يوم الأربعاء ثلث عشر جمادى الأخرى سنة ١٣٤٨ هـ ويتلوه رسالة
أخرى للمخدوم المذكور أيضا المسماة بإرشاد [illegible] لكن وقع في بعض الأضحى

تم بحمده تعالى جل شأنه
وعم نواله

صورة الصفحة الأخيرة من النّسخة «أ»

رواية

لما مر من ترجيح الوجوب فائدة غريبة شبيهة بالمقصود في العالمكيرية في كتاب الحج

كل دم يجوز له الأكل يجب عليه التصدق بعد الذبح وما لا يجوز له أكله يجب عليه التصدق

انتهى وهو وإن سيق في دماء الحج لكن لما [illegible] على عمومه كما هو مقتضى لفظ كل تيسير

الأضحية أيضا صح بتقريره أن الغني المضحي والفقير المشتري والفقير الناوي يجوز لهم الأكل

ولا يجب عليهم التصدق والغني والفقير الناذر أن فرطا والفقير المشتري الذابح

بعد أيام النحر لا يجوز لهم الأكل ويجب عليهم التصدق [illegible] للتحقيق الموفق للتوفيق

الحمد لله في الابتداء والانتهاء والصلوة والسلام على سيد الأنبياء وعلى آله وصحبه النجباء

الكرماء رب اجعل سعيي مشكورا وذنبي مغفورا واجعل على [illegible] منشورا وهب لي

من عندك نورا ولقني نضرة وسرورا مع الأقرباء والأحباء آمين ٥

صورة الصفحة الأخيرة من النسخة «ب»

عملی فیما یلی

۱. قدّمتُ للرّسالة مقدمةً مفیدةً بیّنتُ فیها أهمیة الأجزاء و الرّسائل و مضمون الرّسالة المذکورة

۲. قمتُ بوصف النُّسخ التی اعتمدت علیها فی التّحقیق و جعلتُ الأصل فی التّحقیق نسخة المخدوم سلیم الله الباتائی و قابلتُه بنسخة الدّکتور محمد إدریس، و بالمطبوع، و أثبتُ الفروق التی بینها-

۳. خرجتُ النّصوص الواردة فی الرّسالة من مصادره الأصلیة علی قدر الإمکان و علقّتُ علی النّصّ بما یقتضیه من توضیحٍ أو تصحیح

٤. ترجّمتُ حیاة المؤلّف موجزًا

٥. و ترجمتُ الأعلام الواردة فی الرّسالة و اتّبعت فی ذلک المنهج الآتی:

أن تتضمّن التّرجمة: اسم العلم، و نسبه مع ضبط ما یشکل ذلک، تاریخ مولده و وفاته و شهرته، ککونه محدّثاً أو فقیهاً، أو لغویاً، و أهم مؤلّفاته، و مصادر ترجمته

٦. عرّفتُ بالکُتُب الواردة فی الرّسالة و رعیتُ أن یکون التّعریف مختصراً مفیداً

۷. وضعتُ فهرس الکُتُب الواردة فی النّص و التّحقیق

خطبة الكتاب

الحمد لله الذي أحلَّ الحلالَ وحرَّم الحرامَ وجعلَ الأُضحيةَ من شعائرِ الإسلام والصّلاة والسّلام على شارعِ الأحكام سيّدنا محمد وآله وصحبه مصابيح الظُّلام وبعدُ فهذه رسالةٌ في حلّ أكلِ الفقيرِ من أُضحيته خرّجتُ جواباً لسوال بعض ذوي الأفضال وسمّيتُها[1] "تَيْسِيرُ القَدِيْر في أُضْحِيَةِ الفَقِيْر" ومن الله الاستقامةَ [2] ومنه الفيضُ والإقامةُ والإفاضةُ[3] وإليه الرّجوعُ والإنابةُ في البدايةِ والنّهايةِ.

۱- و فى المطبوع: «سمّيتُه» و الصّحيح ما فى المخطوطِ لأن الضّمير راجع إلى الرّسالة

۲- وفي نسخة «ب»: «الاستفاضة» مكان: «الاستقامة»

۳- وفى نسخة «ب»: «ومنه الفيض والاضافة» و الصّحيح ما فى «أ» و المطبوع

استفتى مُستفتي مِن أهلِ العلمِ بلسان الفارسيَّةِ: خوردن فقير از أُضحيه خود كه بى إيجاب نذر ميكند رواست[٤] يا نه؟[٥]

أقولُ: الفقيرُ الذي يُضحيّ بلا إيجابِ نذرٍ عليه لا يَخلو إمّا أن يشتري الأُضحيةَ بنيّةِ التّضحيةِ أو يَشتريهَا بلا نيّةٍ أو لم يشترها أصلاً بل كانت عنده ثم نَوَى التَّضحيَةَ بها ففي الصُّورتَين الأخِيرَين[٦]: له أن يأكلَ منها بلا خلافٍ لعدم الوُجوب عليه لما في «الحمادية»[٧]: وإن لم تكن النيّة مقارنةً بالشّراءِ لا يجبُ بالإجماع[٨] ويشيرُ إليه ما في «الإيضاح[٩]» وُجوبها على النّاذرِ بالنّذر وعلى الفقير بالشّراء بِنيَّتِها[١٠] وفي رجلٍ له شاةٌ فنوى أن يُضحّي بها لم

٤- و عبارت المطبوع إلى «رواست» فقط

٥- أكل الفقير من أضحيته بلا إيجاب نذرٍ عليه جائزٌ أم لا؟

٦- وفي نسخة «ب»: «الأخيرتين»، وفي أ: «الأخيرين»، و فى المطبوع: الاخرين، والصّحيح: «الأخريين»؛ لأنّ لفظ الصّورة مؤنّث.

٧- للشّيخ العالم الكبير العلامة رُكن الدّين بن حسام الدّين النّاكوري الحنفي، كان مفتياً بمدينة نهروالة من بلاد كجرات. (نزهة الخواطر برقم:١٨٢/ ٣/ ٢٥٠)

٨- الفتاوى الحمّادية: كتاب الأضحية: ٢/ ٤٧٠ وفيه: «للشّراء به» مكان: «بالشّراء»

٩- هو للإمام أحمد بن سليمان الرّومي الشّهير بابن كمال باشا الرّومي الحنفي (ت٩٤٠هـ) جعله الكفوي من أصحاب التّرجيح من المقلّدين القادرين على تفضيل بعض الرّوايات على بعض صرّح به في ترجمة عليّ الرّازي. شرح به كتابه «الإصلاح في الفقه الحنفي». (الفوائد البهية:١/ ٢١-٢٢؛ تعليق الفوائد البهية: ١/ ٢١)

١٠- الإيضاح شرح الإصلاح، كتاب الأضحية، تحت قوله : و مضت أيامها تصدّق الخ، ٢/ ٣٩١

يجب بخلاف ما إذا اشتراها [11] بنيّة التّضحيّة. في «البرجندي» [12]: معزياً إلى «قاضيخان [13]» [14]: وإن لم ينو التّضحِية عند الشّراءِ نَواهَا بعدَه لم يذكر هذا في ''ظاهر الرّواية''، وروى الحسن عن أبي حنيفةَ

١١- و في المطبوع: «اذا اشترنها» و الصّحيح ما في المخطوط

١٢- شرح العلامة عبد العلي بن محمد بن حسين البرجندي (ت٩٣٢هـ/ ١٥٢٦م) حاوٍ للمسائل الفقهية وكاشف لحار المقاصد العويصة على «النّقاية مختصر الوقاية» للإمام عبيد الله بن مسعود صدر الشّريعة الأصغر المحبوبي الحنفي (ت٧٤٧هـ) ومن آثاره: «شرح مختصر المنار» في أصول الفقه، «شرح الفوائد البهائية»، «شرح مختصر الوقاية» (تعليق «ردّ المحتار» ١/ ٣٥٤، «رفع السّتور وكشف الحجب» صـ٩٥، «معجم المؤلّفين»:٥/ ٢٦٦، «هدية العارفين»: ١/ ٥٨٦)

١٣- هو الإمام أبي المحاسن الحسن بن منصور بن محمود بن عبد العزيز الإمام الكبير المعروف بقاضيخان الإمام فخر الدّين الأوزجندي الفرغاني الحنفي وعدّه المولى العلامة ابن كمال باشا الحنفي (ت٩٤٠هـ) من طبقة الاجتهاد في المسائل، وفتاواه معتمدة عند أجلة الفقهاء حتى قال العلامة قاسم بن قطلوبغا الحنفي (ت٨٧٩هـ) في «تصحيح القدوري»: ما يصحّحه قاضيخان مقدّم على تصحيح غيره؛ لأنه ففيه في النّفس،توفي ليلة النّصف من رمضان سنة ٥٩٢هـ. («تاج التّراجم»، رقم التّرجمة:٥٦، ١/ ٢٢. و الجواهر المضيئة، برقم: ٤٧٩، ١/ ١٢٥. الأعلام، ٢/ ٢٢٤)

١٤- «فتاوى قاضيخان» المسمّى بـ«الفتاوى الخانية»، للإمام أبي المحاسن الحسن بن منصور بن محمود فخر الدّين المعروف بقاضيخان (خاقان) الأُوزجندي الفرغاني (ت ٥٩٢هـ). وهي مشهورةٌ مقبولةٌ معمولٌ بها متداولةٌ بين أيدي العلماء والفقهاء، وذكر في هذا الكتاب جملة من المسائل يغلب وقوعها وتمسّ الحاجةُ إليها وتدورُ عليها واقعاتُ الأمّة وترتيبها على ترتيب الكُتُب المعروفة إلخ. (كشفُ الظّنون: ٢/ ١٢٧٧)

رحمه الله تعالى أنّها لا تصيرُ[١٥] أُضحيةً، وبه يَأخذُ[١٦] وفي «الحموي»[١٧]: لو لم يَشترَهَا بل كانت عنده فنَوَى أن يُضحى بها لا يصير لها انتهى[١٨]. فإذا لم يجب عليه يَحلُّ له الأَكلُ منها لأنّ رواية عدم الحلّ إنما هي في صُورةِ الوُجوبِ تشبيهاً بالنّذرِ، ولهذا قال في «القهستاني»[١٩]: فلا يأكلُ الغنيُّ الموجب بالنّذرِ وكذا الفقيرُ النّاذرُ أو[٢٠] المشتري لها لا[٢١] الفقيرُ[٢٢] النّاوي لها انتهى.[٢٣]

١٥- و فى المطبوع: "أنها للتصير" و الصّحيح: "أنها لا تصيرُ" كما لا يخفى

١٦- البرجندي شرح للمختصر الوقاية، كتاب الأضحية، تحت قول : و فقير شرى للأضحية، ٣/ ١٩٧. فتاوى قاضيخان (على هامش الفتاوى الهندية) كتاب الأضحية، فصل في صفة الأضحية ووقت وجوبها إلخ، بتصرّفٍ يسيرٍ. (٣/ ٣٤٦-٣٤٧)

١٧- و فى المطبوع: "وفى الحاوى"

١٨- لم أعثر عليه فى "شرح الحموى" المسمّى بـ«غمز عيون البصائر» للإمام أحمد بن محمد أبي العباس شهاب الدين الحُسيني الحموي المصري الحنفي (ت ١٠٩٨هـ/ ١٦٨٤م)

١٩- المسمّى بـ«جامع الرّموز» للإمام شمس الدّين محمد بن حسام الدّين الخراساني ثم القهستاني الحنفي (ت٩٥٣هـ أو ٩٥٥هـ أو ٩٦٠هـ أو ٩٦٢هـ) على «النّقاية مختصر الوقاية» للإمام عبيد الله بن مسعود، صدر الشّريعة الأصغر المحبوبيّ الحنفي (تُ٧٤٧هـ). قال في «كشف الظنون»: نزيل بخارا ومرجع الفتوى بها وجميع ما وراء النّهر المتوفى فيها في حدود ٩٦٢هـ. (كشف الظنون، ٢/ ١٩٧١، و مقدمة مفيد المفتي ص٨٣-٨٤)

٢٠- و فى المطبوع: «و المشترى لها»

٢١- فى المطبوع: «الا» مكان «لا»

٢٢- ساقط عن المطبوع

٢٣- جامع الرّموز للقهستاني كتاب الأُضحية، تحت قوله: و يأكل منها، ٢/ ٣٦٤، ⇦

ففرّق بين المشتري لها وبين النّاوي لها [٢٤]، وقال بعدم الحلّ للأوّل للوُجوبِ عليه بإيجابِه وصرَّحَ بالحلّ للثّاني [٢٥] لعدم الوُجوبِ عليه فافهم. وفي الصّورة الأولى اختلافاً ففي روايةٍ: لا يحلّ للوُجوبِ [٢٦] عليه بإيجابِه كما لا يحلّ المنذوراً وفي روايةٍ: يحلّ، وهو الظّاهرُ؛ لأنّ الوُجوبَ ليس مستلزماً لعدم حلِّ الأكلِ [٢٧] هذا للقارن والمتمتّع يجبُ عليهما الدّمُ ويحلُّ بل يستحبُّ لهما [٢٨] الأكل منه كما صرَّحُوا به، والقياس على المنذور باعتبار أنّ كلاًّ منهما [٢٩] واجبٌ بإيجابِ العبد غيرُ صحيحٍ لوُجودِ الفَارقِ وهو أنّ النّذرَ [٣٠] قولٌ والشّراءَ فعلٌ، فلا يُقاس أحدُهما على الآخر. قال في «جواهر الأخلاطي» [٣١]: فقيرٌ اشترى شاةً للأُضحية حتى يصيرَ واجبةً عليه فإذا ضحّى فهل له أكلُها؟ قيل: يحلُّ، وقيل: لا يحلُّ. وكذا

وفيه: «فلا يأكل الغنيّ الموجب بالنّذر أو غيره وكذا الفقير النّاذر أو المشتري لها لا الفقير النّاوي كما أشرنا إليه»

٢٤- و في المطبوع: «لما» مكان «لها» و هو من تصحيف الكاتب

٢٥- و في المطبوع: «بالمنع» مكان «بالحلّ»

٢٦- و في المطبوع: «لا يحلّ الوجوب» و هو من تصحيف الكاتب

٢٧- و في المطبوع: «لعدم الأكل» و الصّحيح ما في المخطوط

٢٨- هكذا في نسخة «ب»، وهو الصّحيح؛ لأنّ الضّمير راجع إلى «القارن والمتمتع». ولكن في نسخة «أ» و المطبوع: «لها»

٢٩- هذا في نسخة «ب»، ولكن في «أ» و المطبوع: «أنّ كل واحد منهما»

٣٠- هكذا في نسخة «ب» و المطبوع وهو الصّحيح، ولكن في «أ»: «النّاذر» مكان: «النّذر»

٣١- هو للإمام إبراهيم بن أبي بكر الأخلاطي الحنفي ولم نعثر على ترجمته

ناذر الأُضحية [٣٢] انتهى [٣٣] وظاهر ما في «القهستاني» ارتضاءُ عدمِ الحلّ كما سَبَقَ ويُعلم من سائر الكتُب حلُّ الأكلُ و هو الحقُّ فيما يَظهرُ، ففي «البرجندي»: ويأكلُ منها أي: من الأُضحيةِ [٣٤] ويُستثنَى من ذلك أُضحيةَ النّاذر فإنّه لا يجوزُ أن ياكلَ منها انتهى. [٣٥] يفهم منه أنّ الفقيرَ المشتري له [٣٦]: أن يأكلَ؛ لأنّ الأُضحيةَ [٣٧] ليست بأضحية ناذرٍ، وفي «شرح أبي المكارم» [٣٨]: ويأكلُ المضحّي غنيّاً أو فقيراً منها: أي: مِن الأُضحية [٣٩] ويُوكلُ [٤٠] ويهبُ [٤١] من

٣٢- أى: حكم ناذر للأضحية كحكم الفقير الذى اشترى شاةً للأضحية

٣٣- جواهر الأخلاطي، كتاب الأضحية، الورقة ٢٢٧-٢٢٨

٣٤- هكذا في نسخة «ب» و هو يوافق ما فى «البرجندى» و فى«أ»: «أضحيته» و فى المطبوع: «أضحية»

٣٥- البرجندي شرح للمختصر الوقاية، كتاب الأضحية، تحت قوله: و يأكل منها أى: من الأضحية، ٣/ ١٩٩، وفيه: «أنه لا يجوزُ للنّاذر أن ياكلَ منها»

٣٦- و فى المطبوع: «لها» و الصّحيح ما فى المخطوط لأنّ الضّمير راجع إلى الفقير و هو مذكر

٣٧- هكذا في نسخة «أ» و المطبوع، وفي «ب»: «أضحية»

٣٨- شرح القاضي أبي المكارم بن عبد الله بن محمد على «مختصر الوقاية» للإمام عبيد الله بن مسعود صدر الشريعة الأصغر المحبوبي الحنفي (ت٧٤٧هـ). (مفيد المفتي: ٢/ ٨٣)

٣٩- و فى «أبى المكارم شرح للمختصر الوقاية» المطبوع فى المطبع العالى: «من أضحيته»

٤٠- أى: يطعم من شاء منها على طريق الإباحة سواء كان فقيراً أو غنيًا

٤١- يهب على سبيل التّمليک فقيراً أو غنيّاً.

يشاءُ من الفُقَراءِ [٤٢] والأغنياءِ إلاّ إذا كانت منذورةً من غنيٍّ أو فقيرٍ فإنّها لا تصرفُ إلى الغنيِّ ولا يأكلُ منها صاحبُها وإن أكلَ يتصدّقُ بقيمة ما أَكَلَّ على ما ذُكِرَ في «النّهاية» [٤٣] و«الذّخيرة» انتهى. [٤٤] وفي «الشّمُنّي» [٤٥]: ويأكلُ المُضحي منها أي: من الأُضحية ويوكل: أي

---

٤٢ - هكذا في نسخة «ب»، و المطبوع، وفي «أ»: «الفقير». والأول هو الصّحيح كما لا يخفى

٤٣ - شرح الهداية للإمام الحسن بن على بن حجّاج بن علي حسام الدّين المعروف بالسّغناقي الحنفي (ت٧١١هـ/ ١٣١١م) نسبته إلى سغناق، بلدة في تركستان. (الإعلام: ٢/ ٢٤٧). وتفرّد العلامة اللكنوي في «الفوائد البهية» بأنّ اسمه: الحسن بن علي، ولعلّه خطأ، فقد نقل الزّركلي في «الأعلام» (٢/ ٢٤٧) نموذجاً من خط السّغناقي، وفيه: أنّ اسمه الحسين، وذكر صاحب «كشف الظنون» (٢/ ٢٠٣٢) أنّه تلميذ المرغيناني صاحب «الهداية» ولعلّه وهمَ فإنّ وفاة المرغيناني في سنة ٥٩٣هـ ووفاة السّغناقي في سنة ٧١١هـ، ويؤكد ذلك ما في «الجواهر المضية» (برقم:٤٨١، صـ١٣٩) في ترجمة السغناقي: تفقّه على الإمام حافظ الدين محمد بن محمد بن ناصر، وفوّض إليه الفتوى وهو شابٌ، وعلى الإمام فخر الدين محمد بن محمد بن إلياس المايمرعي، وروى عنهما «الهداية» بسماعهما من شمس الأئمة الكردري عن المصنّف، فظهر أنّ السغناقي ليس تلميذ صاحب «الهداية»، وأنّ بينهما واسطتين فليتأمّل!

٤٤ - أبو المكارم شرح للمختصر الوقاية، كتاب الأُضحية تحت قوله: و يأكل المضحى غنيًا أو فقيراً، ٣/ ١٨٣

٤٥ - هو العلامة أحمد بن محمد بن محمد بن حسن بن عليّ الشُّمُنّي التميميّ الداريّ القَسطيني الأصل الإسكندري، أبو العباس، تقيّ الدين، محدّث مفسّر ولد بالإسكندرية في رمضان سنة (٨٠١هـ/ ١٣٩٩م) وتوفي في ذي الحجة سنة (٨٧٢هـ/ ١٤٦٨م). من تصانيفه: «شرح المغني» لابن هشام، «مزيل الخفاء عن

⇦

يَطعم الأغنياءَ والفقراءَ ويهبُ لمن يشاءُ ثم قال: هذا كلُّه في الأُضحية السنّةِ والواجبةِ بغيرِ النّذر وأمّا الواجبةُ بالنّذرِ فليس[٤٦] لصاحبِها أن يأكلَ منها شيئاً ولا أن يُطعمَ غيرَه من الأغنياءِ سواءً كان النّاذرُ غنياً أو فقيراً لأنّ سبيلَها التّصدّقُ وليس للمُتصدِّقِ[٤٧] أن يأكلَ من صدقتِه ولا أن يُطعم غنياً انتهى.[٤٨] وفي «فتح المعين حاشية المسكين»[٤٩] هذا في الأُضحية الواجبةِ أو السنّةِ سواءٌ إذا لم تكن واجبةً بالنّذر[٥٠] وإذا وَجبتْ به فليس لصاحبِها أكلُ شيءٍ منها ولا إطعامُ الأغنياء سواءً كان النّاذرُ غنيّاً أو فقيراً سواء ذبحها في أيّامها أو بعدها انتهى.[٥١] فإن قلتَ: هب إنّه يحلُّ له لكن هل

ألفاظ الشّفا»، و«كمال الدّراية في شرح النّقاية». (الأعلام: ١/ ٢٣٠، و حسن المحاضرة: ١/ ٣٩٣-٣٩٤، و شذرات الذّهب: ٩/ ٢٢١)

٤٦- في نسخة «ب» ساقط.

٤٧- و فى المطبوع: "ليس المتصدّق" و الصّحيح ما فى المخطوط

٤٨- فتاوى شمنّي، كتاب الأضحية، مخطوط

٤٩- هي حاشية للعلامة أبي السّعود محمد بن علي بن إسكندر السّيد الشّريف الحسيني المصريّ الحنفي (ت١١٧٢هـ) على شرح محمد بن عبد الله معين الدّين الشّهير بملا مسكين الفراهي الهَرَوي الحنفي (ت٩٥٤هـ) على «كنز الدقائق». (إيضاح المكنون ٢/ ١٧٣ الأعلام ٦/ ٢٩٦، و تعليق ردّ المحتار، ١/ ٢٣٠)

٥٠- وفى المطبوع: «بالنّذر» و هو من سهو الكاتب

٥١- فتح المعين شرح الكنز لملاّ مسكين كتاب الأضحية تحت قوله: ويأكل من لحم إلخ. ٣/ ٣٨٢، وفيه: «وهذا في الأضحية الواجبة والسنّة سواء إذا لم تكن واجبة بالنّذر وإن وجبتْ بالنّذر فليس له أن يأكل منها شيأً ولا أن يُطعمَ غيرَه من

⇦

الأفضلُ الأكل منها أم تركه؟ [٥٢] قلتُ: الظاهرُ أنّ الأكلَ أفضلُ يدلُّ عليه عموم [٥٣] ما في «القهستاني»: ويستحبُ أن يأكلَ منها المضحّي كما في «الذّخيرة» [٥٤] ويُنادي عليه خصوصاً ما في «خزانة المفتين» [٥٥] لو كان المضحّي فقيراً أو ذا عيالٍ فالأفضلُ أن يأكلَ هو وعيالُه انتهى. [٥٦] ثم لا يَخفَى أنّ الفقيرَ المشتري لها إنما يحِلُّ له الأكلُ إذا ذَبَحَها في أيّام النّحر [٥٧] أمّا إذا ذَبَحها بعدها فلا يحلُّ له الأكلُ وإن أكلَ فعليه قيمتُه. قال في «شرح أبي المكارم» [٥٨]: وإن ذبحها لا يأكلُ منها وعليه التّصدّقُ بلحمِها وفضل قيمتها غير

الأغنياءِ سواء كان النّاذر غنياً أو فقيراً لأنّ سبيلَها التّصدّقُ وليس للمُتصدّق أن يأكلَ من صدقتهِ ولا أن يُطعمَ الأغنياءَ فلو أكلَ فعليه قيمةُ ما أكلَ»

٥٢- و في المطبوع: «تركها» و الصّحيح ما في المخطوط لأنّ الضّمير راجعٌ إلى «الأكل»

٥٣- ساقط من المطبوع

٥٤- جامع الرّموز للقهستاني، كتاب الأضحية، تحت قوله: و ندب التّصدق بثلثها، ٢/٣٦٥

٥٥- هي للإمام حسين بن محمد السّمنقاني الحنفي (ت٤٧٦هـ) هكذا رأيتُ مكتوباً على عنوان المخطوط ولكن في «مفيد المفتي» للعلامة عبد الأول الجونبوري: هذا كتاب في الفقه ومأخذه «الهداية» و«النّهاية» و«قاضيخان» و«الخلاصة» و«الظّهيرية» وغيرها وتأليفه في الشّهر المحرم سنة ٧٣٠هـ ومصنّفه الإمام حسن بن محمد السّمعاني الحنفي. (مفيد المفتي: ١/ ٣٣)

٥٦- خزانة المفتين، كتاب الأُضحية، ص٦١٠

٥٧- وساقط من نسخة «ب» ساقط

٥٨- في نسخة «ب»: «قال في شرح أبو المكارم». والصّحيح ما في نسخة «أ» كما لا يخفى

مذبوحةٍ كذا في «الكفاية [٥٩]» [٦٠] على الأصحّ، [٦١] و في «القهستاني»: وإن ذَبحَها وتصدّقَ بلحمِها [٦٢] جازَ ولو أكلَ منها غرمَ قيمتَه [٦٣] انتهى. [٦٤] فإن قلتَ: ما الفرقُ بين هذه الصّورة حيثُ لا يحلّ له الأكلُ وبين صورةِ الأولى حيث يحلُّ له الأكلُ مع اشتراكهما [٦٥] في الوُجوب بالشّراء؟ قلتُ: لم أطلع على الفرقِ في كتابٍ لكن يقع في القلب بإلقاء الرّبِّ: أنّ الأُضحية وإن كانت واجبةً فيهما لكن الواجبَ في الصّورةِ الأولى التّضحية بها دون التّصدّقِ فإذا ضَحّى

٥٩- الكفاية: المتداولة بين النّاس، وهي للإمام جلال الدين بن شمس الدين الخُوارزميّ الكرلانيّ الحنفي (من علماء القرن الثّامن) تلميذ حسّام الدين السغناقي الحنفي صاحب «النّهاية شرح الهداية» شرح بها «هداية المرغيناني»، وأيضاً شرحها الإمام محمود بن عبيد الله المحبوبي برهان الشريعة وسمّاه بـ «الكفاية» كما في «كشف الظنون» (٢/ ٢٠٣٤). والمراد بها هاهنا «الكفاية» للخوارزمي. فهرس المخطوطات الظّاهرية، الفقه الحنفي ٢/ ٢٦٤، الفوائد البهيّة (١/ ٥٨)

٦٠- الكفاية على الهداية، كتاب الأضحية، تحت قوله: إن كان أوجب على نفسه، ٨/ ٤٣٢. وفيه كذا في الأوضح

٦١- أبو المكارم شرح للمختصر الوقاية، كتاب الأضحية، تحت قوله: و فقير شرى شاة الخ (٣/ ١٨١) وفيه: «وإذا ذَبحها لا يأكلُ منها وعليه التّصدّقُ بلحمِها وفضل قيمتها غير مذبوحةٍ على المذبوحة كذا في «الكفاية» عن «الأوضح»

٦٢- ممسوح في نسخة «ب»

٦٣- ممسوح في نسخة «ب»

٦٤- جامع الرّموز للقهستاني، كتاب الأضحية، تحت قوله: يتصدّقها حيّة، ٢/ ٣٥٩، وفيه: «وإن ذَبَحها وتصدّق بلحمها جازَ، فإن كان قيمتُها حية أكثر تصدّقَ بالفَضلِ ولو أكَلَ منها شيئاً غَرِمَ قيمتَه»

٦٥- و في المطبوع: «اشتراكها» و الصّحيح «اشتراكهما» كما لا يخفى

بها فقد أتى بالواجبِ ثم الأمر مفوّضٌ إليه وإن شاءَ أكلَ أو يؤكلُ أو يهبُ أو جمعَ بينهما والواجبُ في الصّورة الثّانية: التّصدّقُ بها حيّةً لأنّ الإراقةَ إنما عُرِفت قُربةً في زمانٍ مخصوصٍ وهو قد مَضَى فبقي التّصدّقُ بها فإذا لم يتصدّق بها حيةً وذَبَحها وَجبَ التّصدّقُ بلحمِها لأنّه لحمُ شاةٍ واجبة التّصدُّقِ وأكل المتصدّق [٦٦] من صدقتِه لا يجوزُ كما مرّ، فإذا أكلَ من لحمها وجبَ عليه قيمتُه فافهم، ولا يردُ أُضحية النّاذرِ لأنّ الواجبَ عليه التّضحيةُ والتّصدُّقُ جميعاً قضاءً لحق النّذرِ بخلاف ما نحن فيه لعدم وجودِ النّذر قولاً فافهم، ثم لا يَخفَى أنّ الواجبَ على الفقيرِ بنية الشّراء أيضاً مختلفٌ فيه

ولا بأس بذكره تتميماً للفائدة ففي «البرجندي»: إذا اشتراها الفقير بنيّة التّضحيةِ صارت واجبةً عليه وهو "ظاهر الرّواية" واختاره الطّحاوي [٦٧] والإمام خواهرزاده [٦٨]، وروى

٦٦- و فى المطبوع: «أكل التّصدّق» و هو من سهو الكاتب

٦٧- هو الإمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن الفقيه سلامة الطحاويّ الأَزدِيّ الحَجَرِيّ المصريّ الحنفي (ت ٣٢١هـ) نسبته إلى قرية في صعيد مصر تسمّى «طحا»، وإليه انتهت رئاسة الحنفية بمصر، وكان من الأئمة الأثبات له من المصنّفات: «شرح معاني الآثار»، والمختصر المعروف بـ «مختصر للطحاوي»، و«اختلاف العلماء»، و«الشّروط» (أيَ: الصّغير، والأوسط، والكبير)، وألّفه الشيخ زاهد الكوثري في سيرته: «الحاوي في سيرة الطحاوي». («الجواهر المضيئة» برقم:٢٠١، ١/ ٧١، و «معجم البلدان»: ٣/ ٦/ ٢٥١، و «حسن المحاضرة»: ١/ ٢٩٩، و «تاج التراجم» (٨)، و «شذرات الذهب»: ٣/ ١٠٥، و «لسان الميزان»: برقم:٨٤٥، ١/ ٣٨٠-٣٨٤، و «وفيات الأعيان»: برقم:٢٥، ١/ ٤٤، و الفهرست: (٢٠٨))

٦٨- هو الإمام أبو بكر محمد بن الحُسين بن محمد، شيخ الإسلام المعروف ببكر

⇦ ٠

الزّعفراني[٦٩] أنها لا تصيرُ واجبةً عليه واختاره الإمام الحلوائي[٧٠] والإمام السّرخسي، فإن صرّح بلسانِه وقتَ الشّراء أنه يَشترِيها ليُضحّى[٧١] بها، قال الإمام الحلوائي: الآن يصيرُ واجبةً عليه، وقال

خواهر زاده البخاري الحنفي (ت ٤٨٣هـ) وكان شيخ الأحناف في ما وراء النّهر ومولده ووفاته في بخارا، و«مسبوطه» شرح «مبسوط الإمام محمد» ممزوجاً بها ويسمّى «المبسوط الكبير» وقال العلامة سيّد محمد أمين ابن عابدين الشّامي الحنفي (ت ١٢٥٢هـ): واعلم: أن نُسخ «المبسوط» المروي عن محمد متعددة أظهرها «مبسوط أبي سليمان الجُوزجانيّ» وشرَح «المبسوط» جماعة من علماء المتأخرين مثل شيخ الإسلام «بكر» المعروف بـ «خواهر زاده» ويسمّى «المبسوط الكبير» الخ. (ردّ المجتار: ١/ ٢٢٧،و كشف الظنون: ٢/ ١٥٨٠، و الفوائد البهيّة: ١/ ١٦٣، و الإشارة: ١/ ٢٤٤، و تعليق رد المحتار: ١/ ٣٥٤)

٦٩- الزّعفراني: هو محمد بن أحمد بن محمد بن عبدوس الفقيه الحنفي المعروف بـ «الزّعفراني»، وفي «مقدمة مفيد المفتي» للعلامة عبد الأوّل الجونفوري: هو أبو الحسن محمد بن أحمد، فقيه، ثقة من تلاميذ أبي بكر الرّازي، توفّي سنة ثلاث وتسعين وثلاثمائة (٣٩٣هـ). والزّعفراني الشّافعي: هو أبو علي الحسن بن محمد بن الصبّاح صاحب الإمام الشّافعي توفّي سنة (٢٦٠هـ) أو سنة (٢٤٩هـ) كما في «وفيات الأعيان» (١/ ٢٢٨)

٧٠- هو الإمام أبو محمد عبد العزيز بن أحمد بن نصر ين صالح الحلوائي الحنفي الملقّب بشمس الأئمة، إمام الحنفية في بخارا، من تصانيفه: «المبسوط»، ونسبته إلى بيع الحلوى، وقد اختلف في سنة وفاته فقيل: سنة ٤٤٨هـ، وقيل: ٤٤٩هـ، وقيل: ٤٥٦هـ، وقيل: ٤٥٢هـ. انظر: «تاج التّراجم»: ١/ ٣٥، رقم التّرجمة: ١٠٤، و «الجواهر المضيئة»: ١/ ٢٠٧، رقم التّرجمة: ٧٦٩، و «كشف الظنون»: ٢/ ١٥٨٠

٧١- و فى المطبوع: «يضحّى» مكان «ليضحّى»

الزّعفراني: لا تجبُ (٧٢) ما لم يُوجب على نفسِه باللّسانِ بطريق النّذرِ انتهى، (٧٣) وحاصلُه أنّ الوُجوبَ إمّا بمجردِ النّيّةِ في "ظاهر الرّواية" أو بالتّصريح اللّساني عند الحلوائي أو بالنّذرِ القولي عند الزّعفراني. وفي «شرح أبي المكارم» (٧٤): وإن كان فقيراً ففي «شرح الشّافي» (٧٥): أنها تَتعيّنُ للأُضحية عند الطّحاوي ومذهب الجمهور: أنّها لا تتعيّن ما لم يقل: عليّ أن أُضحّي بها؛ إذ النّيّة غير موجبةٍ كذا ذكرهُ [الإمام الحلوائى (٧٦) و] الإمام خواهرزاده: أَنّ "ظاهر الرّواية" عن أصحابِنا ما ذكرهُ الطّحاوي: أنّها لا تصيرُ واجبةً انتهى. (٧٧) مُفادُه: أنّ الوُجوبَ بمجردِ النّيّة إنما هو (٧٨) عند الطّحاوي ومذهب الجمهور (٧٩) ما قاله الزّعفراني: وكون الأوّل "ظاهر الرّواية" قائله خواهر زاده. وفي «القهستاني»: ذكر شيخ

٧٢- وفي نسخة «أ»: «لا يجب»، مكان: «لا تجب»

٧٣- البرجندي شرح للمختصر الوقاية، كتاب الأضحية، تحت قوله: و فقير شرى الأضحية، ٣/ ١٩٧

٧٤- وفي نسخة «ب»: «أبو المكارم» مكان: «أبي المكارم». وما في «أ» هو الصّحيح

٧٥- في الفروع الحنفية للعلامة عبد الله بن محمود شمس الأئمّة إسماعيل بن رشيد الدّين محمود بن محمد الكردري. (كشف الظنون: ٢/ ١٠٢٣)

٧٦- و هذا فى نسخة: «ب» فقط

٧٧- شرح أبي المكارم، كتاب الأضحية، تحت قوله: و فقير شرى شاة للأضحية الخ، ٣/ ١٨٢

٧٨- قوله: «إنما هو»، ممسوح من نسخة «ب»

٧٩- ممسوح من نسخة «ب»

الإسلام[٨٠]: شراءُ المعسرِ مُوجبٌ في ''ظاهر الرّواية'' وروى الزّعفراني أنّه غيرُ مُوجبٍ وهو المختارُ عند السّرخسي وذَكرَ الحلوائي أنّ شراءَ المعسرِ غيرُ موجبٍ في ''ظاهر الرّواية''، وروى الطّحاوي أنّه مُوجبٌ كما في «الذّخيرة» انتهى. [٨١] ظاهرُهُ أنّ [٨٢] مرويَ الزّعفراني ومذكورَ الحلوائي واحدٌ، وقد سبَقَ من «البرجندي» ما يُخالِفُه ثم ما ذكره «القهستاني» صريحٌ في أنّ الوُجوبَ بالنّيّة كما هو ''ظاهر الرّواية'' وكذلك عدمُ الوُجوب أيضاً ''ظاهر الرّواية'' ويُؤيِّده ما في «البرجندي» ذَكرَ في «فتاوى قاضيخان» [٨٣]: إذَا اشتَرى شاةً بنيّة الأُضحيةِ ففي ''ظاهر الرّواية'' لا تصيرُ أُضحيةً ما لم يُوجب بلسانِه، وعن أبي حنيفةَ رحمه الله تعالى وهو قولُ أبي يوسفَ [٨٤]: إنّها تصيرُ أضحيةً بمجرّدِ النّيّة

---

٨٠ - وأراد به: الإمام خواهرزاده

٨١ - جامع الرّموز للقهستاني، كتابُ الأُضحية، تحت قوله: شرى أو لا، ٢/ ٣٦٠

٨٢ - هكذا في نسخة «ب»: ولكن في نسخة «أ»: و المطبوع «ظاهره مروي الزعفراني» إلخ، و الصّحيح ما في «ب»

٨٣ - فتاوى قاضيخان، كتاب الأُضحية، فصل في صفة الأُضحية إلخ (٣/ ٣٤٦)

٨٤ - تلميذ «الإمام الأعظم»: أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم قاضي القضاة، فإنه كما رواه الخطيب في «تاريخه» أوّل من وضعَ الكتبَ في أُصولِ الفقه على مذهبِ «أبي حنيفة» وأملى المسائلَ ونَشَرها وبثَّ علمَ «أبي حنيفة» في أقطارِ الأرضِ، وهو الأفقهُ أهلِ العَصرِ، ولم يتقدّمه أحدٌ في زَمانِه، وكان النّهاية في العلم والحكم والرّياسة وُلدَ سنة (١١٣هـ/ ٧٣١م)، وتُوفّي ببغداد في شهر ربيع الآخر سنة: ١٨٢هـ/ ٧٩٨م، ومن آثاره: «الخراج»، «الآثار»، «اختلاف الأمصار»، «الأمالي في

⇦

انتهى. (٨٥) فإن قلتَ: قد صرّحُوا أنّ التّرجيح "لظاهر الرّواية" عند الاختلاف وههنا "ظاهر الرّواية" يُوجدُ في كِلَا الطّرفين وكذلك اختار العلماءُ وقد حَكمُوا بامتناعِ صُدورِ قَولَين مُختلفَين مُتساوِيَين من مجتهدٍ، فهذا يُوجبُ حيرةَ العَقل واضطرابَ القلبِ فما المخلصُ منه؟ قلتُ: قد أخذَ المُتون (٨٦) بروايةِ الوجوب ولم يَلتفتُوا إلى ما يُخالِفُها، وقد تقرّر أنّ المذهبَ ما في المُتون؛ (٨٧) لأنّه

الفقه». (ردّ المحتار على الدرّ المختار، المقدّمة: ١/ ٦٥، و سير أعلام النبّلاء برقم: ١٣١٣، ٧/ ٧٠٧-٧٠٩، و «شذراتُ الذّهب» ٢/ ٣٦٧-٣٧١، و «الأعلام للزّركلي»: ٨/ ١٩٣)

٨٥- البرْجندي شرح مختصر الوقاية، كتاب الأضحية، تحت قوله: و فقير شرى للأضحية، ٣/ ١٩٧

٨٦- وقال العلامة ابن عابدين الحنفي الشّامي: ثم لا يخفى أنّ المراد بالمتون: المتون المعتبرة كـ«البداية»، و«مختصر القدوري»، و«المختار»، و«النُّقاية»، و«الوقاية»، و«الكنز»، و«الملتقى». انظر «شرح عقود رسم المفتي» ١/ ٣٦-٣٧. وقال الإمام اللكنوي: اعلم أنّ المتأخرين قد اعتمدوا على المتون الثّلاثة: «الوقاية»، و«مختصر القدوري»، و«الكنز». ومنهم من اعتمد على الأربعة: «الوقاية»، و«الكنز»، و«المختار»، و«مجمع البحرين». انظر «الفوائد البهية». ترجمة رقم: ٢٢٦، ص١٨٠

٨٧- وقد تقرّر أنّ المذهبَ ما في المتون لأنّ أصحابها التزمُوا ذكر الرّاجح والمقبول والقوي، و«ما في المتون مصحّح تصحيحاً التزامياً» ذكره العلامة قاسم في «تصحيحه» وقال ابن عابدين الحنفي: «فإنّها الموضوعة لنقل المذهب مما هو ظاهر الرّواية». انظر الرّسالة المسمّى بـ«شرح عقود رسم المفتي» ١/ ٣٧. وقال العلامة عبد الحي اللكنوي: «قالوا: العبرةُ لما فيها عند تعارض ما فيها وفي غيرها، لما عرفوا من جلالة قدر مؤلّفيها، والتزامهم إيراد مسائل "ظاهر الرواية"، والمسائل التي

⇦

"ظاهر الرّواية" كما صرّح به في «البحر» (٨٨): وإنّ ما خرَجَ عن "ظاهر الرّواية" فهو مرجوعٌ (٨٩) عنه، (٩٠) كما ذكرهُ صاحبُ «البَحر» أيضاً (٩١) فهذا يُوجبُ أنّ المذهبَ هو الوُجوبُ وأنّه "ظاهر الرّواية" وأنّ روايةَ عدم الوُجوبِ وإن زَعمَ البَعضُ أنّها "ظاهر الرّواية" لكنّها مرجوعةٌ عنها «لما قرّروه في الأصول من عدم إمكان صُدور قولَين مُختلفَين مُتساويَين من مجتهدٍ والمرجوعُ عنه لم يبق (٩٢) قولاً كما ذَكَروهُ» (٩٣) و يُؤيّدهُ ما في «جواهر الأخلاطي»: الفقيرُ إذا اشتَرى بقرةً بنيّةِ الأُضحية في أيام النَّحر ولم

اعتمد عليها المشائخ». انظر «الفوائد البهية»، ترجمة رقم: ٢٢٦، ص١٨٠

٨٨- «البحر الرائق»: هو شرح للإمام زين الدين أبراهيم بن محمد الشّهير بابن نجيم المصري الحنفي (ت٩٧٠هـ) شرح به «كنز الدقائق» للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدّين النّسفي الحنفي (ت٧١٠هـ). (كشف الظنون:٢/ ١٥١٥، و فهرس مخطوطات دار الكتب الظّاهريّة:١/ ٩٤، و معجم المؤلّفين:٦/ ٣٢، ٤/ ١٩٢)

٨٩- وفي نسخة «أ» و المطبوع: «مرجوح» وفي نسخة «ب»: «مرجوع» هو الصّحيح.

٩٠- وقال العلامة ابن عابدين الحنفي: الخامسة: ما في قضاء «البحر» من أن ما خرج عن "ظاهر الرّواية" فهو مرجوع عنه والمرجوع عنه لم يبق قولاً للمجتهد كما ذكروه انتهى. انظر شرح الرّسالة المسمّى بـ«عقود رسم المفتي» ١/ ٣٥

٩١- البَحر الرّائق شرح كنز الدّقائق، كتاب القضاءا فصل: في التّقليد، ٦/ ٢٧٠. (٦/ ٤٥٤)

٩٢- و فی المطبوع: «لم يسبق» و الصّحيح ما فی المخطوط

٩٣- المرجع السّابق

يقُل بلسانِه شيئاً وَجبتِ الأُضحيةُ في حقِّه في "ظاهر الرّواية" وعليه الفتوى انتهى.(٩٤) وقد تقرّر أنّ لفظَ "وعليه الفتوى" آكد في التّصحيح فلما كانت رواية الوُجوب مع كونها "ظاهر الرّواية" تأيدت بشَهَادةِ المتون وتأكّدت بـ«عليه الفتوى». عُلم: أنّها هي الرّاجحةُ والمأخوذةُ، ولهذا قال في «القهستاني»(٩٥) بعد نقل الاختلاف: والمختارُ ما في المتن على ما دلّ عليه كلام «خزانةِ المفتين»، فإن قلتَ: هل لهذا الاختلاف فائدةٌ سوى اختلاف الرّواية في حلّ الأكلِ وعدمِه في أيام النّحر؟ قلتُ: نعم، ذَبحها(٩٦) بعد أيام النّحر لا يأكُل منها على الرّواية المختارةِ للفتوى ويأكلُ على الرّواية الثّانيةِ لوُجوب(٩٧) التّضحية في أيام النّحرِ الموجبِ للتّصدّقِ بعد مُضيِّها(٩٨)، ولهذا قال أبو المكارم في بعض الشّروح: فعلى قياس ما سبقَ من مذهبِ الجمهورِ وهو الظّاهر حلّ للفقيرِ المشتري أن يأكلَ منها سواء ذَبَحها في الوقتِ أو بعدَه انتهى، والظّاهر أنّ قولَه: وهو الظّاهر، غير الظّاهر لما مرّ من ترجيح رواية الوُجوب.

٩٤- جواهر الأخلاطي، كتاب الأضحية، الورقة ٢٢٧

٩٥- جامع الرّموز للقهستاني، كتاب الأضحية، تحت قوله: شرى أو لا، ٢/ ٣٦٠

٩٦- و فى المطبوع: «ذبح ما» و هو من غفلة الكاتب كما لا يخفى

٩٧- و فى المطبوع: «بوجوب» و الصّحيح ما فى المخطوط

٩٨- و فى المطبوع: «بعد أن يضحها» و الصّحيح ما فى المخطوط

فائدة [غريبة شبيهة بالمقصود] (٩٩) وفي «العالمكيرية» (١٠٠) في كتاب الحجّ: كلّ دمٍ يجوزُ له أكلُه لا يجبُ عليه التّصدّق به بعد الذّبح وما لا يجوزُ له أكلُه يجبُ عليه التصدّق انتهى. (١٠١) وهو وإن سَبقَ في دماءِ الحجّ لكن لو بقي على عُمومِه كما هو مُقتضى لفظ «كلّ» ليشملَ الأُضحيةَ أيضاً لصحّ تقريرهُ: أنّ الغنيّ المضحّي والفقيرَ المشتري والفقيرَ النّاوي يجوز لهم الأكلُ ولا يجبُ عليهم التّصدّقُ، والغني والفقيرُ النّاذران (١٠٢) مطلقاً والفقير المشتري الذّابح بعد أيام النّحر لا يجوزُ لهم الأكلُ ويجبُ عليهم التّصدّقُ.

والله الملهم للتّحقيق الموفّق للتّدقيق الحمدُ لله في الابتداءِ والانتهاءِ والصّلوة والسّلام على سيّدنا الأنام والأنبياء (١٠٣) وعلى آله وصحبه النّجباء الكرماء. ربِّ اجعل سعيي مشكوراً وذنبي

٩٩- ساقط من نسخة «أ» و فى المطبوع: «فائدة عجيبة»

١٠٠- المسمّى بـ«الفتاوى الهندية» جمعها جماعة من أفاضل علماء الهند برئاسة الشّيخ نظام الحنفي (ت ١١٦١هـ) بأمر السلطان أبي المظفر محمد أورنك زيب عالمَ كِير (ت١١١٨هـ)، فأصبحت معروفةً ومتداولةً في الحجاز، ومصر، والرّوم، والشّام، والهند، والسّند، وصارت مرجعاً للمفتين. تعليق ردّالمحتار (١/ ٤١٥)

١٠١- الفتاوى الهندية، كتاب الحجّ، الباب السّادس عشر في الهدي، ١/ ٢٦٢

١٠٢- و فى المطبوع: «النّاذر» و الصّحيح ما فى المخطوط

١٠٣- وفي نسخة ب: «على سيّد الأنبياء» [صلى الله عليه وسلم]

مغفوراً [١٠٤] ولا تجعل عملي هباءً منثوراً وهب لي من عندك نوراً ولقّني نَضرةً وسروراً مع الأقرباء الأحباء آمين. [١٠٥]

١٠٤- و فى المطبوع: «دينى مغفوراً» و هو من خطاء الكاتب

١٠٥- و فى نسخة «أ» و المطبوع: قد تمت الرّساله المسمّاة بـ «تيسير القدير فى أضحية الفقير» من تأليف العلامة المخدوم عبد الواحد السيوستانى عليه الرحمة و الغفران بيد أحقر عباد الله الحنان الرّاجى فى إحسان المنّان عبد الرّحمٰن عفى الله عنه و عن أسلافه و أخلافه فى يوم الأربعاء ٤ جمادى الأخرى سنة ١٣٤٨ھ

المصادر و المراجع

١. «أبو المكارم شرح مختصر الوقاية» للعلامة أبي المكارم بن عبد الله بن محمد الحنفي. مطبوعة: نول كشور، الهند.

٢. «الإشارة إلى وفيات الأعيان» المنتقى من تاريخ الإسلام: للذهبي (ت ٧٤٨هـ) ت: إبراهيم صالح، دار ابن الأثير، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ/ ١٩٩١م.

٣. «الأعلام» للزركلي (ت١٣٩٤هـ) دار العلم للملايين، بيروت، الطبعة السادسة عشر: ٢٠٠٥م.

٤. «البرجندي شرح مختصر الوقاية، للفقيه عبد العلي البرجندي الحنفي (ت ٩٣٢هـ)، مطبوعة: منشر نول كشور الهند الطبعة الثانية: ١٣٢٤هـ

٥. «البحر الرائق شرح كنز الدقائق للإمام زين الدين ابن نجيم المصري الحنفي (ت ٩٧٠هـ)، مطبوعة: ايج ايم سعيد كمبني.

٦. «تاج التراجم في طبقات الحنفية» للعلامة قاسم بن قطلوبغا، مطبوعة: مكتبة المثنى، بغداد ١٩٦٢م.

٧. تحرير «تقريب التهذيب» لابن حجر العسقلاني، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٤١٧هـ/ ١٩٩٧م.

٨. تحقيق «جَدّ الممتار على رد المحتار» لعدة من علماء مجلس: المدينة العلميّة، بجمعيّة «دعوتِ إسلامي»، مطبوعة: مكتبة المدينة، كراتشي.

٩. «تصحيح القدوري» للعلامة قاسم بن قطلبولغا مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت.

١٠. «التعليق على ردّ المحتار» للدكتور حسام الدين بن محمد صالح فرفور،

دار الثقافة والتراث، دمشق، الطبعة الأولى: ١٤٢١هـ/ ٢٠٠٠م.

١١. «جامع الرّموز» للإمام شمس الدين محمد الخراساني القهستاني الحنفي المتوفى ٩٦٢هـ/ ٩٥٥هـ. مطبوعة: ايج ايم سعيد كمبني كراتشي: ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١م

١٢. «جواهر الأخلاطي» للإمام برهان الدين إبراهيم بن أبي بكر بن محمد بن حسين الأخلاطي الحنفي، من تصوير المخطوطات لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

١٣. «الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية» لأبي الفاء القرسي، مطبوعة: دار الكتب العلمية/بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٥م.

١٤. «حُسن المحاضرة» للإمام جلال الدين السيوطي، مطبوعة: دار الكتب العلميّة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

١٥. «خزانة المفتين» للإمام حسين بن السمقناني الحنفي، من تصوير المخطوطات لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

١٦. «خلاصة الأثر» في أعيان قرن الحادي عشر، للعلامة محمد الأمين المحبّي (ت ١١١١هـ) ت: الدكتورة ليلى الصبّاغ/منشورات وزارة الثقافة والإشارة القومي، دمشق: ١٩٨٣م.

١٧. «خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر»، للمحبّي الحنفي، مطبوعة: دار الكتب العلميّة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

١٨. «ردّ المحتار على الدر المختار» مطبوعة: دار الثقافة التراث، دمشق، الطبعة الأولى

١٩. «سير أعلام النبلاء» للذهبي، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى

٢٠. «شذرات الذهب في أخبار من ذهب» لابن العماد، مطبوعة: دار ابن

كثير، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٠هـ/ ١٩٨٩م.

٢١. «عقود الجوهر في تراجم من لهم خمسون تصنيفاً فأكثر» للجميل بك العظم، مطبوعة: المطبعة الأهلية، بيروت.

٢٢. «الفتاوى الحمادية» للإمام أبي الفتح ركن بن حسام الناكوري الحنفي (من علماء القرن التاسع الهجرى)، مطبع السياتك ليتهوكرافك كمبنئ بقالب ١٢٤١هـ ١٨٢٥م.

٢٣. «فتاوى قاضيخان» (مطبوعة على هامش الفتاوى الهندية)، للإمام حسن بن منصور الأوزجندي الحنفي (ت ٥٩٢هـ)؛ دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الثّالثة: ١٣٩٣هـ ١٩٧٣م.

٢٤. «الفتاوى الهندية المعروف بالعالمكيرية» للعلامة نظام الدين الحنفي(ت ١١٦١هـ)، وجماعة من علماء الهند. دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة: ١٣٩٣هـ ١٩٧٣م.

٢٥. «فتح المعين على شرح الكنز لملا مسكين» للعلامة السيد أبي السعود محمد بن علي الحنفي(ت ١١٧٢هـ)، مكتبة العجائب لزخر العلوم، كوئته.

٢٦. «كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون» للمؤرّخ مصطفى بن عبد الله الشهير بحاجي خليفة وبكاتب جلي، مؤسّسة التاريخ العربي، بيروت

٢٧. «الفهرست» لابن نديم

٢٨. «الفوائد البهيّة في تراجم الحنفية» للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي (ت ١٣٠٤هـ)، مطبوعتين؛ أحدهما: لقديمي كتب خانهٔ كراتشي. وثانيهما: للمكتبة الحمّادية، كوئته.

٢٩. «الكفاية شرح الهداية» للإمام جلال الدين الخوارزمي الكرلاني الحنفي المتوفى ٧٦٧هـ مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

٣٠. «لسان الميزان» للعلامة ابن حجر العسقلاني الشافعي مطبوعة: دار الكتب العلميّة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٦هـ/ ١٩٩٦م.

٣١. «مجموعة رسائل ابن عابدين» (شرح الرسالة المسمى بـ«عقود رسم المفتي»).للعلامة السيد محمد أمين ابن عابدين الشامي الحنفي (ت ١٢٧٢هـ)، المكتبة الهاشمية، دمشق: ١٣٢١هـ

٣٢. «معجم البلدان» للحموي الردي البغدادي (ت٦٢٦هـ) مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

٣٣. «مفتاح السعادة ومصباح السيادة» في موضوعات العلوم لأحمد بن مصطفى الشهير بطاش كبرى زاده (ت ١٠٢٦هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت

٣٤. «مفيد المفتي» للشيخ عبد الأوّل الجونفوري، مطبوعة: مكتبه عثمانيه، كوئته.

٣٥. «نزهة الخاطر وبهجة المسامع والنواظر» (الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام)، لعبد الحيّ بن فخر الدين، مطبوعة: دار بن حزم، بيروت، الطبعة الأولى

٣٦. «نظم العقيان في أعيان الأعيان» للإمام جلال الدين السيوطي الشافعي (ت٩١١هـ). مطبوعة: سيرين أمريكن بريس، نيو يارك ١٩٢٧م.

٣٧. «وفيات الأعيان وأنباء الزمان» لابن خلكان، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٧هـ/ ١٩٩٧م.

٣٨. «هدية العارفين أسماء المؤلّفين وآثار المصنّفين» للعلامة إسماعيل باشا البغدادي (ت ١٣٣٩هـ)، مؤسّسة التاريخ العربي، بيروت.

٣٩. «الإيضاح في شرح الإصلاح في الفقه الحنفي كلاهما: للإمام شمس الدين

أحمد بن سليمان ابن كمال باشا الحنفي (ت٩٤٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م.

٤٠. «إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون» للعلامة إسماعيل باشا البغدادي (ت ١٣٣٩هـ) مؤسّسة التاريخ العربي، بيروت.

نوٹ!!

☆...... منی آرڈر کی فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔

☆...... ممبر شب حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆...... زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

☆...... تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فارم جلد از جلد پُر کر کے روانہ کر دیں زیادہ تاخیر کی صورت میں کتاب نہ ملنے پر شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔

☆...... اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں ورنہ ممبر شپ حاصل نہ ہونے پر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

☆...... پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆...... اپنا رابطہ نمبر بھی ضرور تحریر کریں۔

☆...... سال 2013ء کی ممبر شپ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد دسمبر 2012ء تک اپنا ممبر شپ فارم جمع کرا دیں بصورت دیگر ممبر شپ کا حصول مشکل ہوگا۔

☆...... براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تا کہ خط اور منی آرڈر کے ضائع ہونے کا امکان نہ رہے۔

محترم المقام جناب..السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے آئندہ سال 2013ء کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس -/100 روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کر دیں تا کہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آ کر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 12 بجے تک ۔رابطہ کر سکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تا کہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرا دیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:

فقط

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان — سید محمد طاہر نعیمی (معاون محمد سعید رضا)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 — شعبہ نشر و اشاعت 021-32439799

0321-3885445

....

نام.................................. ولدیت..................................

مکمل پتہ..

....

فون نمبر.................................. سابقہ سیریل نمبر..................................

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کر سکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جا سکتی ہے۔

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا